هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۷- جنوری ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی نور افشانی

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ، شَھْرٌ مُّبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَّقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُّزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِّذُنُوْبِہٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ کَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ مَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَّاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَّاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ)

ترجمہ! حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن رمضان سے ایک دن قبل، ہمیں خطبہ دیا ارشاد فرمایا اے لوگو! تحقیق تم پر (ایک) بڑے مہینے سے سایہ ڈالا (یعنی رمضان آیا چاہتا ہے) مہینہ ہے برکت والا (ایسا)، کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (لیلۃ القدر) خدا تعالیٰ نے اس (رمضان) کے روزے فرض اور اس کی رات کا قیام (تراویح) نفل (سنت) فرمایا ہے جو کوئی رمضان میں کسی نیکی کی خصلت (نوافل وغیرہ) سے خدا کا قرب تلاش کرے تو ایسا ہے کہ جیسے غیر رمضان میں فرض ادا کیا (یعنی رمضان میں نوافل کا فرضوں کے برابر ثواب ہوتا ہے) اور جس نے رمضان میں (قولی، بدنی، یا مالی) فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسا غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے اور وہ مہینہ ہے صبر کا (کہ آدمی کھانے پینے اور شہوت سے باز رہتا ہے)، اور اس صبر کا ثواب جنت ہے اور مہینہ ہے مواساۃ یعنی غمخواری کا (کہ بھوک پیاس وغیرہ سے غرباء اور فقراء کا احساس پیدا ہوتا ہے) اور مہینہ ہے وہ کہ مومن کا (صوری اور معنوی) رزق اس میں زیادہ کیا جاتا ہے اور جس نے روزہ دار کو رمضان میں افطار کرا دیا (کسب حلال سے)، تو اس کے سبب اس کے گناہ بخشے جائیں گے اور آگ سے نجات ہوگی اور روزے دار کے ثواب کے مانند اس افطار کرانے والے کو ثواب ملے گا (لیکن، روزے دار کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا ——— ہم (صحابہؓ) نے کہا، اے خدا کے رسولؐ ہم سب اس قابل نہیں کہ روزے دار کو افطار کرانے کا سامان (خورد و نوش)، پائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خدا اس شخص کو بھی یہ ثواب دیتا ہے جو روزے دار کو (خلوص نیت) سے ایک گھونٹ لسی یا ایک کھجور — یا ایک گھونٹ پانی کے ساتھ افطار کرا دے: اور (سنو) جو روزے دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا۔ خدا (قیامت کو) اسے میرے حوض (کوثر) سے ایسا پلائے گا۔ کہ بہشت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔ اور وہ (ایسا برکت والا مہینہ ہے کہ اس کے شروع میں رحمت ہے اور اس کے درمیان میں بخشش ہے اور آخر میں نجات ہے۔ اور جس شخص نے اپنے (لونڈی اور غلام نوکر چاکر خادم) سے رمضان میں (خدمت) لینے کا بوجھ ہلکا کیا — خدا اس کو بخشتا ہے اور آگ سے نجات دیتا ہے (مشکوٰۃ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ، "کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ، وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَھٰذَا لَفْظُ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ، وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: "یَتْرُکُ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ وَشَھْوَتَہٗ مِنْ اَجْلِیْ، اَلصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا، وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ: "کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ: اَلْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی "اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فِیْہِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ ———

ترجمہ! حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ آدمی کا ہر عمل اسی کا ہے... سوائے روزے کے کہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور روزہ ایک ڈھال ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ روزہ کے دن بے ہودہ باتیں نہ بکے اور شور و شغب نہ کرے، اور اگر کوئی اس کے ساتھ گالم گلوچ، یا جھگڑا کرے، تو (اس سے)، کہدے کہ میں روزے سے ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور روزہ والے کے لئے دو خوشیاں ہیں، جو اس کو حاصل ہوں گی ایک تو افطار کے وقت خوش ہوتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔ اس وقت اپنے روزے سے خوش ہوگا (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ روزہ دار میری وجہ سے کھانا، پینا اور اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے (لہٰذا) روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور باقی نیکیوں کا ثواب دس گنا ہوگا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ آدمی کے ہر عمل کا ثواب بڑھایا جاتا ہے ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے سات سو گنے تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ (کہ اس کے ثواب کی کوئی حد نہیں کیونکہ وہ

باقی بر صفحہ ۱۴

ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین
ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
فون نمبر
۶۷۵۴۵
سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی چندہ ۶ روپے
جلد ۹ | ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۶۴ء بمطابق یکم رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۳۴

کرپشن کا بڑھتا ہوا سیلاب اور اُس کی روک تھام

جس طرف نگاہ اٹھائیے اور جس سمت کان لگائیے لوگوں کی زبان سے یہ الفاظ سُنے جا سکتے ہیں کہ کرپشن میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے دفتروں میں کرپشن، کچہریوں میں کرپشن، تجارتی و صنعتی اصلاحی و معاشرتی بہبود اور عدل و انصاف کے اداروں میں کرپشن، کالجوں اور سکولوں میں کرپشن، گھروں میں کرپشن اور گھروں سے باہر کرپشن غرض ہر سو کرپشن ہی کرپشن ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ کرپشن سے وہ جگہیں اور ادارے بھی محفوظ نہیں جہاں اینٹی کرپشن کے بڑے بڑے بورڈ آویزاں ہیں اور جو کرپشن کو ملیا میٹ کرنے کے لئے ہی خصوصیت سے قائم کئے گئے ہیں۔ حکومت اور قومی درد رکھنے والے اصحاب فکر جانتے ہیں کہ کرپشن کا روگ معاشرے اور ملک و قوم کی جڑوں کو گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے اور اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو ملکی و ملی اور قومی اخلاق کی عمارت جو پہلے ہی نہایت کمزور ہے دھڑام سے زمین پر آ رہے گی — مگر اس کے باوجود یہ بیماری وبا کی صورت پھیلتی ہی چلی جاتی ہے اور اس کے انسداد کی کوئی کاروائی موجودہ حالات میں بظاہر کامیاب ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب اور مذہبی تعلیمات سے دور ہونے کے باعث قوم کا اخلاقی معیار نہایت پست ہو چکا ہے اور ظاہر ہے جب تک قومی اخلاق کی قدریں بلند نہ ہوں اور لوگوں کے دلوں میں خوف خدا جڑ نہ پکڑ جائے معاشرہ کا کرپشن سے پاک ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے — انسان کا خدا سے ... تعلق اور اس کے سامنے جوابدہی کا تصور ہی وہ چیز ہے جو اخلاقی اقدار کو بلند کرتی اور انسان کو کرپشن سے دور رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ جو تدابیر بھی کرپشن کے انسداد کی عمل میں لائی جائے گی ہمارا دعویٰ ہے کہ ناکام ہو گی چنانچہ اس وقت کرپشن کا واحد توڑ اور اسے جڑ سے ختم کرنے کے لئے شافی علاج فقط اسلامی نظام کا قیام اور اسلامی اصولوں پر تشکیل شدہ معاشرہ ہے جس کی بنیاد ہی خوف خدا اور آخرت میں اللہ جلشانہٗ کے سامنے جوابدہی کے تصور پر اٹھائی جاتی ہے —

ہمارا یقین ہے کہ اگر انسانیت و اخلاق کے سلسلے میں اسلام کی پیش کردہ بنیادی ہدایات و تعلیمات پر عمل شروع ہو جائے تو ایک دن ضرور ایسا آ جائے گا کہ کرپشن کا نام و نشان بھی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے اور ایسا ہونا بعید از قیاس نہیں کیونکہ چشم فلک ایک عرصہ تک قرون اولیٰ میں ایسے ماحول کا نظارہ کر چکی ہے جس میں صرف پاکیزگی ہی پاکیزگی تھی اور کرپشن کا نام و نشان کہیں ڈھونڈے سے بھی نظر نہ آتا تھا۔ بہرحال کرپشن کے مسئلہ کا صحیح حل اسلامی نظام کا قیام ہے

موجودہ حالات میں پاکیزہ معاشرہ برپا کرنے کے لئے کام کا آغاز یوں کیا جا سکتا ہے کہ ان تمام تحرکات اور عوامل و اسباب کو جو انسانی، اخلاقی اور مذہبی حدوں سے ٹکراتے ہیں اور اُن کے لئے تباہ کن ہیں نیست و نابود کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔ فحش لٹریچر، عریاں تصاویر، کاروباری رقص و سرود، مخلوط تعلیم، سینما، بے حیائی و عریانی، قمار بازی اور اس قسم کے دوسرے ہنگاموں کو قانوناً روک دیا جائے کیونکہ ان کی موجودگی میں انسانی و اخلاقی قدروں کا اجاگر ہونا اور پاکیزہ ماحول کا پیدا ہونا قطعی ناممکن ہے۔ بھوک، غربت، اقتصادی بدحالی اور ضروریات زندگی کی گرانی ختم کرنے کے لئے مناسب عملی اقدام کیا جائے اور حکمران طبقہ اونچی سطح پر اخلاقی فضا پیدا کرنے ... کی کوشش کرے، کرپشن کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دی جائیں اور اس سلسلہ میں یہ احتیاط لازماً کی جائے کہ اینٹی کرپشن کا عملہ نہایت دیانتدار، خداشناس، مذہب آشنا اور فکر آخرت سے کانپ جانے والا ہو۔ کیونکہ اگر کرپشن کا انسداد کرنے والے خود ہی کرپشن کا ارتکاب کرنے لگیں تو ان سے دوسروں کی اصلاح کی امید کیونکر ہو سکتی ہے؟

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اسرائیل کا بند اور چوٹی کانفرنس

اسرائیل سنہ ۴۸ء میں فلسطین پر قابض ہوا تھا اور اس وقت سے اب تک عربوں کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے — ابتدا میں دس لاکھ عرب وطن سے بے وطن ہوئے اور آج تک اقوام متحدہ کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں مگر اسرائیل نہ تو ان کو اپنے گھروں میں واپس آنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ان کی جائیدادوں کا تصفیہ کرتا ہے۔ سب عرب ممالک اسرائیل کے خلاف ہیں اور اس خیال پر متفق کہ جب تک فلسطین آزاد نہیں ہوتا درحقیقت تمام عرب ممالک آزاد تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔ ان کے نزدیک فلسطین پر اسرائیل ... کا قبضہ تاریخ کا وہ المیہ ہے۔ جسے عرب دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی یہ قبضہ امریکہ، فرانس، برطانیہ اور روس نے مل کر دلایا تھا مگر اس وقت صرف امریکہ اسرائیل میں حکومت کر رہا ہے اور اسی کے کھونٹے پر اسرائیل دندنا رہا ہے۔ امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح عرب ممالک کی دولت بھی اس کے قبضہ میں رہے اور وہ اسرائیل کے ذریعے عربوں کے اتحاد پر بھی ضرب لگاتا رہے۔ اسرائیل اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اپنی قوت میں روز بروز اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اور اب شاید وہ اس قدر مستحکم ہو چکا ہے کہ عرب ممالک اس پر ہاتھ ڈالنے سے گھبراتے ہیں۔ — دوسری طرف عربوں کا حال یہ ہے کہ انہیں آپس کی خانہ جنگیوں سے ہی فرصت نہیں — حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی باہمی ناچاقی اسرائیل کے ہاتھ

(باقی صفحہ ۱۴)

خطبۂ جمعہ ۲۴ شعبان المعظم سنہ ۸۳ھ بمطابق ۱۰ جنوری سنہ ۶۴ء

روزہ کیا ہے؟

روزے کی دُنیوی اور اُخروی برکتیں

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

بزرگانِ محترم!

گزشتہ جمعہ میں نے فرضیتِ روزہ اور اس سلسلے میں دینِ حق کے اصولی حقائق کے عنوان سے اپنی معروضات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ آج عنوانِ بالا کے تحت اسی سلسلے میں مزید گزارشات پیش کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم روزوں کا حق ادا کرکے ان کے دُنیوی اور اخروی فائدوں سے متمتع ہوسکیں۔ آمین

روزہ کیا ہے؟

طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک اپنے آپ کو کھانے، پینے اور عمل زوجیت سے روکے رہنے کا نام اصطلاح شریعت میں روزہ ہے۔ اس مدت معینہ میں انسان کو اپنے قصد اور ارادہ سے جائز اور طبعی خواہشوں کا پورا کرنا بھی منع ہے، غیبت، دروغ گوئی، بے حیائی، فحش کلامی وغیرہ کے قریب پھٹکنا بھی روح روزہ کے خلاف ہے اور اس لئے دل ونگاہ اور زبان کو برائیوں سے بچانا نہایت ضروری ہے ورنہ روزہ رکھنا بے معنی ہوکر رہ جائے گا اور روزہ دار کے حصے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہ آئے گا۔ احادیث نبویؐ میں بار بار تاکید وارد ہوئی ہے کہ روزہ دار کو روزے کے دوران ہر قسم کے گناہ سے بچنا چاہیئے اور لہو ولعب کے قریب تک نہ جانا چاہیئے۔

روزے کے تین درجے

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں روزے کے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔

(۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص الخواص کا روزہ

عوام کا روزہ پیٹ اور فرج کو شہوات سے روکنے کا نام ہے۔ خواص کا روزہ اعضاء وجوارح کو معاصی سے پاک رکھنا ہے اور خواص الخواص کا روزہ اپنے آپ کو سب سے توڑ کر اللہ جل شانہٗ سے جوڑ لینے کا نام ہے

خدا کی مہمانی

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب فرشتہ روزہ دار کا روزہ لے کر آسمان پر چڑھتا ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ کے روبرو اُسے پیش کرتا ہے تو اللہ رب العزت فرماتے ہیں:-

"اے روزے! کیا میرے بندے نے تیری عظمت و توقیر کی؟ روزہ کہتا ہے "اے اللہ! بے شک تیرے بندے نے مجھے اپنے نفس کے بزرگ و شریف تر مقام میں اُتارا اور نہایت عمدہ طور پر میری مہمانی کی —— اس نے مجھے تراویح کے دسترخوان پر بٹھایا اور میری خدمت میں کھڑا رہا —— اس نے میری خاطر اپنی دونوں آنکھوں کو حرام سے محفوظ رکھا اور کانوں کو باطل اور ناپسند باتوں کے سننے سے باز رکھا"

اس پر خوش ہوکر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ روزہ دار بندہ آج ہمارا مہمانِ خصوصی ہوگا۔

پس اے برادرانِ عزیز! کیا آسمانوں اور زمینوں کے تمام اعزازات اور انعامات اس ایک اعزاز کی برابری کرسکتے ہیں کہ غلام اپنے آقائے حقیقی کا اور عبد اپنے معبود کا مہمانِ خاص ہو؟ لیکن انسان کی کس قدر افسوسناک نادانی ہے کہ اتنے ارزاں اور سستے سودے کو بھی اپنی بے پروائی کی نذر کردیتا ہے

مقصدِ روزہ

خدائے اسلام غنی اور بے نیاز ہے۔ وہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے جس طرح وہ ہمارے رکوع و سجود اور تسبیح و تکبیر سے بے نیاز ہے اسی طرح اُسے ہمارے بھوکے اور پیاسے رہنے، ہمارے روزہ و تراویح اور ہماری سحری و افطاری کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ درحقیقت یہ تمام امور ہمارے ہی نفع اور فائدے کے لئے ہیں۔ ان سے مقصود صرف ہماری ہی فلاح و بہبود ہے ہمارے کمالات کی نشوونما اور ہماری ہی ترقی حق تعالیٰ شانہٗ کے پیش نظر ہے نیز ہم میں ضبطِ نفس پیدا کرنا اور ہمیں .... اپنی خواہشاتِ نفسانی پر حاکم بنانا مطلوب ہے۔

چنانچہ

روزہ کا مقصد یہی ہے کہ انسان حق تعالیٰ شانہٗ کا شکر گزار اور پرہیزگار بندہ بنے اور حیوانیت کے غار سے نکل کر ملکوتیت کے آسمان پر جلوہ گر ہو

محترم حضرات!

روزہ کے معنے ہی یہ ہیں کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے، سامانِ زندگی مہیا کرنے والے، بیماری و تندرستی اور موت وحیات ہر چیز پر قدرت رکھنے والے حاکم و آقا کے سامنے عہد کرے کہ وہ فقط اسی کے لئے وقف ہے، زبان اگر کھلے گی تو کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف امرِ حق کو، دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پاؤں اگر حرکت میں آئیں گے تو فقط رضائے ایزدی کی خاطر اور صرف اس کی مقرر کردہ سچائیوں کی راہ میں ——

نماز اور روزہ

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں نماز اور روزہ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی کلمہ گو مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔ خود رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد روزہ سب عبادات سے زیادہ محبوب تھا۔ اور اسی لئے ان دونوں عبادات نماز اور روزہ میں چولی دامن کا ساتھ ہے غور کیا جائے تو حقیقت بھی دونوں کی ایک ہے۔ نماز بارگاہِ خداوندی میں حاضری اور مالکِ حقیقی سے شرفِ ہمکلامی کا نام ہے۔ اس راہ میں حائل ہونے والی روکاوٹوں اور مواقعات سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔

اگر کوئی شخص بیمار ہوجائے تو جس طرح اس کی جسمانی صحت کی بحالی کے لئے دوا اور پرہیز لازم و ملزوم ہیں اسی طرح روح کی بالیدگی

اور روحانی امراض سے شفایابی کے لئے بھی دوا اور پرہیز کا ہونا ضروری ہیں۔ روح عالمِ ملکوت سے تعلق رکھتی ہے اس کی غذا اور دوا ذکرِ الٰہی اور عبادتِ خداوندی ہے۔ نماز ذکر اور عبادات کا مجموعہ ہے۔ اس سے روح کو سکون اور ...... قلب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور اس لئے یہ روح کے لئے بمنزلہ دوا کے ہے۔ کھانے پینے میں زیادتی، عورتوں سے میل ملاپ میں حریص ہونا، جھوٹ بولنا، سخت کلامی کرنا، کسی کا دل دکھانا، غیبت کرنا اور حرص وطمع یہ سب چیزیں روح کی بالیدگی کے لئے مضر اور صحتِ روحانی کو تباہ کرنے والی ہیں لہٰذا صحتِ روحانی کی بحالی کے لئے ان سے پرہیز لازم ہے۔ روزہ ان تمام چیزوں سے پرہیز کراتا ہے اول ...... یہ روزہ دار کے لئے شرعاً ممنوع ہیں۔ غرض روحانی علاج میں نماز اور روزہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو جسمانی علاج میں دوا اور پرہیز کو حاصل ہے۔

اخلاقِ الٰہی سے مناسبت و مشابہت

نماز میں عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے اور بندہ اپنے معبود اور مالکِ حقیقی کے دروازے پر آکھڑا ہوتا ہے۔ روزے سے اس پر مالک کا رنگ چڑھتا ہے اور اس طرح روزے دار کو اخلاقِ الٰہی سے کافی مناسبت و مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ بھوک اور پیاس سے بے نیازی، صبر و ضبط، قوت و اختیار، حلم و تحمل، عفو و درگزر یہ سب شانیں فقط اللہ جل شانہٗ کی ہیں جن کی روزہ دار ایک مدت معینہ کے لئے نقل کرتا ہے اور اس طرح "تخلقوا باخلاق اللہ" کا مصداق بن جاتا ہے۔

مساوات کا سبق

نماز روزے میں تیسری مماثلت یہ ہے کہ نماز مجلسی مساوات کا درس ہے اور روزہ اقتصادی مساوات کے قیام کا تجربہ ——

اسلام چونکہ سراسر مساوات کی تعلیم ہے اس لئے اس نے اپنے ماننے والوں پر نماز اور روزے کو فرض قرار دیا۔ نماز سے ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز —— کا روح پرور نظارہ پیش کرتی ہے۔ تو روزہ امراء کو فاقوں کی مشقت میں ڈال کر ان کو غریب کی زندگی کی ہلکی سی جھلک دکھاتا ہے اور ان کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ بھوک کی ماری مخلوق کے دکھوں کا احساس کریں۔ سب انسان تو مساوی طور پر سرمایہ دار ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے، مگر ان کا بھوکوں مرنا، فاقوں سے دم توڑنا اور معاشی زبوں حالی کے باعث موت کی آغوش میں چلا جانا بھی قانونِ فطرت کے مطابق نہیں۔ اسی لئے اسلامی نظام نے معاشی اور اقتصادی طور پر غرباء و امراء کو پہلو بہ پہلو چلانے اور ان میں تعاون و اتحاد کی اسپرٹ قائم رکھنے کے لئے روزوں اور صدقات و خیرات کا پروگرام ترتیب دیا چنانچہ مجلسی زندگی میں اس کی تعلیم یہ ہے کہ اگر بھوکے رہیں تو سب اور پیٹ بھر کر کھائیں تو سب، ایک کا سیر ہو کر کھانا اور دوسرے کا بھوکوں مرنا اسلامی نظام اور اسلام کی پیش کردہ مجلسی زندگی میں حرام ہے۔ رحیم و کریم پیغمبر نے اس سلسلے میں کیا عمدہ اور پاکیزہ نقوش ہمارے سامنے چھوڑے ہیں

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گوشت پکائے تو اس میں پانی ڈال کر شوربا زیادہ کر لے اور اس میں اپنے ہمسائے کو بھی شریک کرے ایک اور حدیث میں فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ (رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) ——

ترجمہ! ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے "وہ بھی کیا مومن ہے جو اپنا تو پیٹ بھر لے اور اس کے قریب اس کا پڑوسی بھوکا رہے"

ظاہر ہے کسی معاشرہ میں بے حسی اور بے دردی کا اس سے بڑا اور بڑا مظاہرہ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک انسان خود تو اپنا پیٹ بھرتا رہے اور اس کے پاس ہی اس کا پڑوسی بھوکا پڑا زندگی کے دن گنتا رہے۔ اسلامی نظام انسانوں کو حسنِ اخلاق کا پابند کرتا ہے اور ان سے خوفِ خدا، ایمان اور اسلام کے نام پر مطالبہ کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے بھائیوں کا پیٹ نہیں بھر سکتے تو کم از کم یہ تو کریں کہ اپنا پیٹ کاٹ کر ان کی بھوک میں حصہ دار بن جائیں۔

جنگ بدر کا واقعہ

جنگ بدر میں مسلمانوں کے پاس سواریاں کم تھیں۔ ایک ایک اونٹ تین تین قدسی صفات آدمیوں کے لئے مقرر ہوا تھا۔ دو سوار ہو جاتے اور ایک شخص پیدل چلتا۔ چنانچہ اسی طرح ہر ایک نوبت بہ نوبت پیدل چلتا۔ حضور نبی کریم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ اور حضرت ابو الدرداءؓ کا حصہ تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی نوبت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلتے اور وہ دونوں سوار ہوتے۔ ظاہر ہے لشکر میں جو کوئی بھی تھا وہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال فدا کرنے والا اور اس فدویت کو اپنا شرف و عزت جاننے والا تھا۔ پھر انہوں نے کیوں کر گوارا کر لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے ہوں اور وہ اونٹوں پر سوار ہوں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا پیارا رسول اور ہمارا آقا و مولا اس موقعہ پر سب کو مساوات کی تعلیم دے رہا تھا اور اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ کا نورانی نظارہ آنکھوں کے سامنے جلوہ آرا تھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم نہ ہوتی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ اور ان کے غلام والی کہانی بھی اوراقِ تاریخ میں نظر نہ آتی ——

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کا واقعہ

حضرت عمرؓ کا سفرِ شام کا واقعہ زبان زدِ خواص و عوام اور نہایت مشہور ہے خلیفۃ المومنین رضی اللہ عنہٗ شام کے سرکاری سفر پر روانہ ہوئے تو آپؓ اور آپ کا غلام منزل بہ منزل باری باری اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ دونوں بیک وقت اس لئے سوار نہ ہو سکتے تھے کیونکہ پچھلی نشست پر ان دونوں کا اور اونٹ کا زادِ راہ (ستو اور کھجور کی گٹھلیاں وغیرہ) لدا ہوا تھا۔ جس وقت آخری منزل پر اسلامی کیمپ میں خلیفۃ المومنین کے داخلہ کا وقت تھا اور تمام فوج مع سپہ سالار خیر مقدم کے لئے کھڑی تھی اور مختلف اقوام کے لوگ بھی خلیفۃ المسلمین کی شان و شوکت دیکھنے کے لئے جوق در جوق جمع ہو گئے تھے اُس وقت ان تماشائیوں نے دیکھا کہ گرد راہ سے ایک اونٹ نمایاں ہوا اور سب افسر اسی طرف آگے کو بڑھے —— ایک اونٹ اور افسروں کا اس کے خیر مقدم کے لئے آگے بڑھنا غیر مسلم تماشائیوں کے لئے نہایت تعجب خیز تھا۔ چنانچہ ان تماشائیوں میں سے کسی نے ایک مسلمان غازی سے پوچھا "کیا آپ کا خلیفہ یہی ہے جو اس اونٹ پر سوار ہے؟" غازی نے نہایت

متانت سے جواب دیا "نہیں وہ نہیں! ہمارا خلیفہ اور امیر المومنین تو وہ ہے جو اونٹ کی مہار پکڑے پیدل چلا آرہا ہے — سوار ان کا غلام ہے"

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت علی رضؓ کے زمانۂ خلافت کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے غلام کو لے کر بازار میں گئے۔ وہاں جاکر فرمایا "مجھے بھی کپڑے بنوانے ہیں اور تم کو بھی کپڑوں کی ضرورت ہے۔ تم بزاز کی دکان پر میرے لئے اور اپنے لئے کپڑے پسند کرو!" غلام نے کچھ کپڑے پسند کئے۔ قیمتی کپڑے امیر المومنین رضؓ کے لئے اور سستے کپڑے اپنی خاطر۔ کپڑے اس کی مرضی کے مطابق خرید لئے گئے۔ مگر جب درزی کو دیئے جانے لگے تو امیر المومنین نے سستے کپڑوں کے متعلق فرمایا کہ یہ ہمارے لئے اور قیمتی پارچات کی بابت فرمایا کہ یہ غلام کے لئے قطع کردو۔ غلام بولا "حضور آپ آقا ہیں اور امیر المومنین۔ دونوں حیثیتوں سے اچھا لباس آپ ہی کو زیبا دیتا ہے۔ میں اس لباس کا اہل نہیں۔" امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں بوڑھا ہوں۔ تم جوان ہو تم کو اچھے لباس کی زیادہ ضرورت ہے" اس طرح حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کے اس حکم پر عمل کرکے دکھایا کہ غلاموں کے بارے میں اپنے اللہ سے ڈرو۔

جنگ یرموک کا واقعہ

ایک صحابی رضؓ میدان یرموک میں اپنے زخمی بھائی کی تلاش میں نکلے۔ پانی ساتھ لے گئے تاکہ بھائی کو پلا سکیں۔ تلاش کرتے ہوئے بھائی کے پاس پہنچ گئے۔ اسے پانی پلانے کو تھے کہ دوسرے زخمی کی آواز آئی "آہ"! —— زخمی نے بھائی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ پہلے اسے پلاؤ۔ وہ اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ ہشام بن العاص رضؓ ہیں۔ انہیں پانی پلانے لگے تو تیسرے زخمی کی بھی آواز آئی۔ حضرت ہشام رضؓ نے فرمایا۔ "پہلے اسے پلاؤ!" وہ تیسرے کے پاس پہنچے تو وہ جان بحق ہو چکے تھے رضی اللہ عنہ۔ واپس آئے تو ہشام رضؓ بھی اپنے اللہ کو پیارے ہوکر جنت سدھار گئے۔ بھائی کے پاس پہنچے تو وہ بھی جام طہور کا سرور حاصل کر چکا تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

برادرانِ اسلام!

میدان جنگ اور زخمی اور آخری سانس اور

پھر اپنے اپنے نفس کے مقابلے میں دوسرے مسلمان بھائی کا یہ احترام اور یہ تقدیم — اسلام کے سوا اور کہاں نظر آسکتا ہے۔ یہ مساوات و اخوت اور اس قسم کا معاشرہ صرف اسلامی نظام ہی برپا کر سکتا ہے۔ غرض کہنا یہ مقصود تھا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک قسم کی عملی مساوات امراء و غرباء کے درمیان پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ روزے کے دوران سرمایہ دار اور مزدور سب بھوک اور پیاس کا دکھ اٹھاتے ہیں اور لذات و شہوات سے کنارہ کش ہو کر عملی مساوات کا نمونہ پیش کرتے ہیں ——

عبادت و ریاضت

قاعدہ ہے کہ نماز اور کثرت نوافل سے طبیعت میں عجز و انکسار اور عبدیت کا غلبہ پیدا ہوتا ہے اور تعلق باللہ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے — روزہ اس سلسلے میں ریاضت کا کام دیتا ہے۔ خوراک کی کمی نفس کی شوریدگی کو کم کر دیتی ہے، کم خوابی، کم خوری، کم گوئی کی عادت ہو جاتی ہے۔ کثرتِ نوافل (نماز تراویح)، کثرتِ ذکر اللہ (تلاوت قرآن اور دوسرے اذکار) اور کثرت یادِ خداوندی ان عادات کے ساتھ مل کر سونے پر سہاگے کا کام کرتے ہیں۔ نتیجتاً انسان ملکوتی فضاؤں میں اڑنے لگتا ہے اور اس کی بہیمیت فنا ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ اس طرح عبادت و ریاضت کے اس مقدس مہینے میں انسانی طبیعتوں میں نیا انقلاب اور نئی زندگی کا ظہور ہوتا ہے

روزہ کے دنیوی فائدے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خطبہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کی تعمیل میں دنیا کی بہتری اور آخرت کی نجات کی خاصیت پائی جاتی ہے چنانچہ رمضان شریف کے روزے رکھنے میں مسلمان قوم اس قابل ہو جاتی ہے کہ زندہ قوم کہلائے، اس کا ہر فرد عزت کی زندگی بسر کرے اور عزت کی موت مرے۔

زندہ قوم بننے کے شرائط

(۱) دنیا میں وہ قوم زندہ رہ سکتی ہے جسے اپنے جذبات طبع پر قابو ہو۔ جب ضرورت پیش آئے تو جان دینے سے بھی جی نہ چرائے اور موقعہ نہ ہو تو ... طوفان بھی اسے اشتعال میں نہ لاسکیں اور اس کے وقار اور ثابت قدمی میں ذرہ بھر فرق نہ آئے۔ چنانچہ روزہ دار کو اپنے جذبات پر قابو پانے کی مشق کرائی جاتی ہے یہاں تک کہ اُسے کوئی گالی دے یا گزند پہنچانے کے لئے آئے تو اس کا مقابلہ نہ کرے فقط اتنا کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

(۲) دنیا میں وہ قوم زندہ رہ سکتی ہے جو منظم ہو۔ جس قوم کا شیرازہ منتشر ہو۔ وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ روزہ میں مسلمان کی تنظیم ملاحظہ فرمالیجئے۔ دن میں سب روزہ دار اور رات کو شب بیدار (یہ تنظیم اُس اسلام میں ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے آیا ہے خود ساختہ پنجابی اسلام ان خصوصیات سے عاری ہو تو کہا نہیں جاسکتا)

۳۔ دنیا میں وہ قوم زندہ رہ سکتی ہے جو ایک ہی ضابطے اور قانون کی پابند ہو۔ چنانچہ ساری دنیا کے مسلمان رمضان شریف کی راتوں میں ایک ہی ضابطۂ الٰہی (قرآن حکیم) کو سرو قد کھڑے ہوکر اور ہمہ تن متوجہ ہوکر سنتے ہیں

(۴) دنیا میں وہ قوم زندہ رہ سکتی ہے جو اپنی تنظیم میں قابلیت کو مدارِ انتخاب ٹھہرائے قابلیت کے مقابلہ میں جنبہ داری، سرمایہ داری تعلقات دنیوی کا کوئی لحاظ نہ رکھے۔ چنانچہ رمضان شریف کی راتوں میں حافظ قرآن کو امام بنایا جاتا ہے، ساداتِ کرام، علوی حضرات، قریشی صاحبان، راجپوت برادری والے کشمیری حضرات اور ان کے علاوہ کسی بھی دوسرے خاندان سے تعلق رکھنے والے خواہ کوئی کیوں نہ ہوں اگر حفظ قرآن کی نعمت سے مشرف نہیں تو اسی حافظ صاحب کے پیچھے ہوکر قرآن سنیں گے۔ مدارِ انتخاب ..... حفظ قرآن کی قابلیت ہے

(۵)۔ دنیا میں وہ قوم زندہ رہنے کا حق رکھتی ہے جس میں مساوات کی روح پائی جائے (مساوات کا ذکر اوپر ہو چکا ہے)

(۶) دنیا میں وہی قوم امام الاقوام کا منصب حاصل کر سکتی ہے جس کے شب و روز کی ہر گھڑی اور ہر لحظہ رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے وقف ہو جائے۔ خدا تعالےٰ اُس کا حامی و مددگار ہو جاتا ہے پھر وہ قوم امدادِ الٰہی سے دوسری قوموں پر غالب آکر سربلند ہو جاتی ہے اسلام نے اسی خوبی کے باعث اپنے عروج کے زمانہ میں دنیا کی تمام طاقتور سلطنتوں پر فتح پائی تھی اور ان کی اسی خوبی کی بنا پر قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں اسلامی سلطنت کا ایک حصہ بن گئی تھیں

روزہ کے اُخروی فائدے

(۱) جس شخص کے دل میں ایمان ہو اور وہ اللہ تعالےٰ سے ثواب حاصل کرنے کی خاطر روزہ رکھے تو اس کے پہلے سب گناہ بخش

مجلسِ ذکر ۹ جنوری ۱۹۶۴ء منعقدہ جمعرات ۲۳ شعبان ۱۳۸۳ھ

مرتبہ: خالد سلیم

رمضان المبارک کے فضائل و برکات

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج آخری مجلس ذکر ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں تراویح کی وجہ سے مجلس ذکر منعقد نہیں ہوا کرتی انشاء اللہ اس مبارک مہینے کے بعد پھر دوبارہ مجلس ذکر شروع ہوگی ــــ

رمضان کا مہینہ بہت ہی برکت اور عظمت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مہینہ میں کثرت سے اپنی عبادت اور ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ــــ

رمضان کے مہینے کا پہلا دھا کا رحمت دوسرا مغفرت و معافی اور تیسرا دھا کا نجات نار کا ہوتا ہے۔ اس مہینہ میں نفلی عبادت کا ثواب غیر رمضان کے فرضوں کے برابر اور فرض عبادات کا ثواب غیر رمضان کے (۷۰) ستر فرضوں کے برابر ہوتا ہے

اگر ایک دوست لاہور میں اور دوسرا دوست پشاور میں رہتا ہو تو جب لاہور والا پشاور جائے گا۔ تو پشاور والا دوست اپنے مہمان کی خوب آؤ بھگت کرے گا۔ اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے گا۔ اسی طرح پشاور والے کے لاہور آنے پر لاہور والا دوست بھی اسی طرح خوب خاطر تواضع کرے گا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح رمضان المبارک کا مہینہ ہمارے ہاں مہمان کی حیثیت سے آرہا ہے۔ ہم پر فرض ہے۔ کہ ہم اس کے تمام تقاضوں کو پورا کریں۔ تاکہ یہ قیامت کے دن ہماری سفارش کرے اور نجات کا باعث بنے۔

ہر ایک چیز کی ایک روح اور دوسرا ظاہر ہوتا ہے۔ روزے کا ظاہر یہ ہے کہ کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اور روح یہ ہے کہ ہم ہر قسم کے گناہ سے بچے رہیں۔ نہ غیبت ہو نہ چغلی کریں۔ نہ گالی گلوچ ہو۔ ہاتھ آنکھ کان پاؤں وغیرہ سے کوئی اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی روزہ دار غیبت چغلی اور گالی گلوچ سے پرہیز نہیں کرتا تو اللہ تعالےٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی پرواہ نہیں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم سے کوئی لڑائی جھگڑا کرے تو تم کہہ دو، کہ بھائی میرا روزہ ہے یہ ہے روزے کی روح ــــ

روزے کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان کو عادت پڑے کہ جب وہ اپنی جائز ضروریات کھانا پینا وغیرہ کو ترک کر دیتا ہے تو وہ ناجائز کاموں کی طرف کیوں متوجہ ہو۔ روزے کے تقاضے کو پورا کرنے والا انسان کبھی حرام مال نہ کمائے گا نہ کھائے گا کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہیں دے گا، غیبت چغلی۔ جھوٹ اور دوسری برائیوں سے پرہیز کرے گا

جس طرح انسان کے جسم کی ترقی اور برتری کے لئے ہوا، اور مختلف قسم کے پھل اور سبزیاں وغیرہ ہیں۔ اسی طرح انسانی روح جو عالم بالا سے آئی ہے اس کی صحت و ترقی اور بقا کے لئے اللہ تعالےٰ نے نمازیں روزے اور دوسری عبادات کا حکم فرمایا ہے

قیامت کے دن یہ روزے اور قرآن شفاعت کریں گے۔ روزہ یہ کہے گا۔ کہ یا اللہ اس بندے نے تیری رضا کے لئے سارا دن کھانا پینا چھوڑا، تیری نافرمانی سے بچا رہا نہ اس نے کسی کو تنگ کیا۔ نہ چغلی اور جھوٹ کا مرتکب ہوا۔ اس لئے تو آج اسے بخش دے ... حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی سفارش کو قبول فرماکر اس کی مغفرت فرما دیں گے۔ اسی طرح قرآن سفارش کرے گا۔ کہ یا اللہ اس نے رات کو تیرے دربار میں کھڑے ہوکر فقط تیری رضا کے لئے سارا رمضان کا مہینہ مجھ کو سنا۔ تو اللہ اس کی بھی سفارش منظور فرماکر اس کی نجات کر دیں گے ــــ

میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مسلمان فرض نمازوں کے ساتھ نفل نماز بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن حیرانی کی بات ہے کہ فرضی روزے کے ساتھ نفلی روزے کیوں نہیں رکھتے۔ یہ بہت بڑی کمزوری ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ ......کو روزے رکھا کرتے تھے یہ آپؐ کا معمول تھا۔ اور رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھا کرتے تھے۔ یہ آپؐ کا معمول تھا۔ اور رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھا کرتے تھے روزہ انسان کی روح کو پاک و صاف کرتا ہے یہ نفسانی خواہشات کو روکتا ہے۔ روزے رکھنے سے انسان اپنے جذبات پر قابو پالیتا ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو فرضی روزوں کے ساتھ نفلی روزے رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے آمین !۔

ہم کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ کہ گزشتہ رمضان ہم نے کیسے گزارا اللہ تعالیٰ کی کتنی عبادت کی کتنی نافرمانی کی۔ اور رمضان کے بعد سارا سال کیا کیا کام کرتے رہے۔ نجاتِ آخرت کے لئے کتنا سامان جمع کیا ہے۔ ہم کتنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں اللہ تعالےٰ کی بے انتہا برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں ــــ

ان رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی خوب عبادت کریں۔ کثرت سے ذکر اللہ کریں۔

فرائض اور نوافل کو باقاعدگی سے ادا کریں۔ زیادہ کھانے کی طرف توجہ نہ دیں کہ حد سے زیادہ پیٹ بھر کر کھایا۔ اور بدہضمی کا شکار ہوگئے۔ کیونکہ یہ طبی اور ڈاکٹری اصول کے بھی خلاف ہے۔ سادہ اور ہلکی غذا کھائیں، تاکہ زیادہ عبادت کر سکیں۔ صحابہ کرامؓ سفر اور لڑائی میں اور مشکل وقت میں بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ جب کہ روزے نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن آج کل مسلمان آرام و آسائش کے ہوتے ہوئے بھی روزے چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو روزہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

حضرت رحؒ فرمایا کرتے تھے کہ بعض بھائی ۸ تراویح پڑھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ۳ دن تراویح با جماعت پڑھی ہیں۔ بعد میں صحابہؓ کرام آئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں

باقی ص ۱۱

فلسفۂ روزہ

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ
اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ
خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ پارہ ۲ع ۷ آیت ۱۸۴

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ گنتی کے چند روز۔ پھر جو کوئی تم سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلے اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

روزہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ کلام الٰہی میں جس طرح حیاتِ دنیا کی اصلاح فرمائی گئی ہے اسی طرح حیات ابدی کی بھی رعایت رکھی گئی ہے اس لئے اس آیت میں اس چیز کا حکم دیا گیا ہے جو حیات ابدی کا ذریعہ ہے یعنی روزہ۔ انسان جب صبح سے شام تک نفس کی تینوں خواہشوں کھانے پینے اور جماع سے رکے گا (اور اسی کو صوم شرعی کہتے ہیں) پھر اس کے ساتھ اپنے دل کو ذکر الٰہی، تلاوت، نماز اور مراقبہ وغیرہ میں مصروف رکھے گا تو بے شک اس کی روح کو قوت ہوگی اور جسم کو چھوڑنے کے بعد بھی حیات ابدی اور عالم قدس میں زندہ رہنے کا سبب ہوگی۔ جب تک انسان اپنی نفسانی خواہشوں سے مقابلہ کرنے کا خوگر نہیں ہوتا اس وقت تک اصول حسنات اور صبر پر بھی قادر نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیاوی ترقی کے لئے بھی مصائب برداشت نہیں کرسکتا۔ اس لئے روزہ کا حکم دیا گیا تاکہ روح قوی ہو جائے۔ جسم کی خواہش اور تیزی توڑنے کے لئے آسمانی ہدایات میں قدیم سے ریاضت کا حکم ہے اس لئے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ اے مسلمانو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھے۔ تاکہ تم نفس کشی کے عادی ہوکر متقی ہو جاؤ اور یہ روزہ تم پر ہمیشہ کے لئے فرض نہیں ہے بلکہ صرف چند روز کے لئے اور اس پر بھی یہ آسانی کردی کہ اگر کوئی بیمار یا مسافر ہو اور روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھ سکتا ہے

آیت مندرجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں بھی روزہ فرض تھا اور اسی طرح رکھا جاتا تھا کہ روزہ کے دن کھانا اور عورتوں سے صحبت کرنا حرام تھا روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسےٰؑ کی شریعت تک یوں ہی رہا چنانچہ جب ابتدا میں مسلمانوں پر روزہ فرض ہوا تو اس کی شرائط کا انہیں علم نہیں تھا انہوں نے اہل کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کردیا یعنی افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے فارغ ہو جاتے سونے کے بعد دوسرا روزہ شروع ہو جاتا کچھ عرصے کے بعد اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کردیا۔ البتہ علم تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزے کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ مثلاً آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار فرماتے اور یہود پر عاشورہ اور ہر سنیچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن افطار کرتے تھے۔ نصاریٰ پر دراصل رمضان کے روزے فرض تھے لیکن جب انہیں سخت گرمی اور سخت سردی کے روزے رکھنے میں دقت محسوس ہوئی تو یہ فیصلہ کیا کہ موسم ربیع میں بجائے تیس۳۰ کے پچاس رکھا کریں گے۔

انبیاء علیہم السلام اور داعیان مذہب نے تکمیل روحانیت کے لئے تقلیل غذا بلکہ ترکِ غذا (روزہ) کو اسباب ضروری میں شمار کیا ہے اور دنیا کے تمام مذاہب میں فاقہ عبادت سمجھا گیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو ترکِ غذا (روزہ) میں بے شمار فائدے نظر آئیں گے۔ تقلیل غذا یا ترک غذا دل کو صاف اور روشن کرتی ہے معدہ ساری شہوات کا سرچشمہ ہے اور ساری خواہشات کی جڑ ہے۔ خواہشات اور شہوات کو دبانے کے لئے معدہ کا بھوکا رکھنا یا اس کی غذا کو کم کرنا لازمی ہے تکثیر غذا سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور دل سخت ہو جاتا ہے اگر انسان اللہ کا ذکر کرتا بھی ہے تو وہ صرف زبان کی نوک پر ہی کرتا ہے۔ لیکن دل کے اندر کوئی اثر پیدا نہیں کرتا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے کہ شدید قسم کی قوت حیوانی، قوتِ روحانی کے احکام کے ظہور میں مانع اور حارج ہوتی ہے۔ اس لئے قوت حیوانی کو مقہور و مغلوب کرنے کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ قوت حیوانی کی شدت اور فراوانی کھانے پینے اور شہوانی لذتوں میں منہمک ہو جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کو مغلوب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے غلبہ اور شدت کے اسباب کم کر دیئے جائیں۔ دنیا کے تمام مذاہب کے پرستار جو انسان کے اندر قوت روحانی کا غلبہ پیدا کرنے کے خواہش مند ہیں وہ ان اسباب کے کم کرنے پر متفق ہیں

انسان کے اندر صحیح انسانیت کا جذبہ اور احساس پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ قوت حیوانی کو قوت روحانی کے سامنے مغلوب کر دیا جائے تاکہ وہ کسی وقت بھی قوت روحانی سے بغاوت اور سرکشی نہ کرسکے اور اس کے اشاروں پر کام کرنے لگے۔ اسی طرح قوت روحانی پے بہ پے رفتہ رفتہ کام کرتی ہے تاکہ قوت حیوانی اس کی مطیع و منقاد ہوتی چلی جائے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ قوت روحانی ذاتی طور پر جن چیزوں کی خواستگار ہے ان کی طرف توجہ کی جائے مثلاً عالم ملکوت سے مشابہت پیدا کی جائے اور خدائے قدوس کی کبریائی سے آگاہی حاصل کی جائے اور جن چیزوں سے قوت حیوانی لطف اندوز ہوتی اور غلبہ پکڑتی ہے ان کو ترک کر دیا جائے یا کم کر دیا جائے۔ قوت حیوانی کو مغلوب کرنے اور روحانیت کو تیز کرنے کے لئے روزہ ایک بہترین ذریعہ ہے انسان کی زندگی کے روزمرہ کے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ ساری مخلوق ہمیشہ کے لئے روزے نہیں رکھ سکتی۔ ان پر معاشی، اقتصادی مہمات اور مال و دولت اور بیوی بچوں کی رغبت

اور خواہشات کا بوجھ لدا ہوا ہے اس لئے ضروری ہے .... کہ روزہ کے لئے سال میں ایک محدود وقت مقرر کر دیا جائے تاکہ انسان اس میں اپنی کوتاہیوں کا جو اس سے قبل اس سے سرزد ہوئی ہیں۔ تلافی کر سکے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالٰے نے رمضان المبارک کے روزے مسلمانوں پر فرض کر دیئے اس تقرر کے لئے اس مہینہ سے زیادہ اور کوئی مہینہ مستحق نہیں کہ جس میں قرآن حکیم نازل ہوا اور جس میں ملت محمدیہ مصطفویہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

قرآن حکیم کی سالگرہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥ (سورۃ البقرہ رکوع آیت ۱۸۵)

ترجمہ: مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا تھا قرآن۔ ہدایت ہے لوگوں کے واسطے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی پس جو کوئی تم میں سے پائے اس مہینے کو تو ضرور روزے رکھے اس کے اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کی گنتی پوری کرنی چاہیئے اور دنوں سے اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو۔

حدیث میں آیا ہے کہ صحف ابراہیمی۔ توریت اور انجیل سب کا نزول ماہ رمضان میں ہوا۔ قرآن حکیم کا نزول بھی رمضان المبارک میں ہوا۔ سارا قرآن کریم ایک ہی مرتبہ آسمان دنیا پر نازل ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا مناسب احوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ ہر رمضان میں جبرئیل علیہ السلام قرآن نازل شدہ آپ کو مکرر سنا جاتے تھے۔ ان سب حالات سے ماہ رمضان کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت اور خصوصیت ظاہر ہوگئی۔

ہر قوم میں قاعدہ ہے کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو اسکی یاد تازہ کرنے کے لئے سالگرہ مناتے ہیں۔ مثلاً یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ عیسائیوں میں نزول مائدہ۔ آسمانی کا دن منایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے اس لئے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے ہیں علاوہ اس کے اس نعمت عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں کیونکہ شکر نعمت میں روزہ رکھنا بھی سابقہ امتوں میں رائج تھا جس طرح یہود میں عاشورہ کا روزہ اس لئے رائج تھا کہ اسی دن فرعون غرق ہوا تھا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی۔

جب اس ماہ مبارک کے فضائل مخصوصہ عظیمہ معلوم ہو چکے تو اب جس کسی کو یہ مہینہ ملے اس کو روزہ ضرور رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالٰے کی رحمت بے انتہا کا اندازہ لگایئے کہ روزہ جیسی مفید عبادت ہم پر واجب فرمائی اور اور مشقت اور تکلیف کی حالت میں سہولت بھی فرما دی اور فراغت کے وقت اس نقصان کی تلافی کا طریقہ بھی بتلا دیا یعنی بوجہ عذر مریض اور مسافر کو افطار کرنے کی اجازت دیدی اور دیگر دنوں میں ان کے شمار کے برابر قضا کرنے کی اجازت دیدی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انوار الٰہی ہمیشہ چمکتے رہتے ہیں۔ مگر علائق بشریہ ان کے ارواح بشریہ پر ظاہر ہونے میں حجاب ہو جاتے ہیں اور ان علائق بشریہ کو دور کرتے ہیں روزے سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نزول قرآن بھی انوار الٰہی کا کامل ظہور ہے اس لئے اس کا نزول ماہ رمضان میں ہوا۔

روزے کی صورت بغیر روح بیکار ہے

روزے کی ایک صورت ہے اور دوسری اس کی روح۔ صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں۔ لیکن اگر مقصد روزہ اس میں نہ پایا جائے تو وہ بیکار ہے۔ روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ہاتھ پاؤں آنکھ کان سب کا روزہ ہونا چاہیئے۔ سب کے تقاضے روزہ پورا کرے یعنی نہ کوئی خلاف شریعت قدم اٹھنے پائے نہ زبان خلاف اسلام کھلنے پائے نہ کان ہی اسلام کے خلاف کوئی بات سننے پائیں نہ زبان ہی کسی کی غیبت کرنے پائے اور نہ ہی جھوٹ بولے۔ غرضیکہ روزے کے جو شرعی تقاضے ہیں انہیں پوری طرح بجا لانا ہی رمضان کا حق ادا کرنا ہے۔ روزہ کا اصل مقصد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حدود کے سانچے میں ڈھالنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالٰے کو اس کے کھانا، پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں یعنی روزے سے قرب الٰہی اور رضائے مولا حاصل نہیں ہوگی اور دوسری روایت میں ہے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا افعال ناجائز ہیں اسی طرح کسی کی غیبت جو زبان کا جرم ہے وہ بھی ممنوع ہے اس سے ثابت ہوا کہ روزے کا مقصد صرف کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں بلکہ اس سے بہت اعلٰے اور ارفع ہے۔

ایک دفعہ دو روزہ دار عورتیں پیاس سے تڑپتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور افطار کی اجازت چاہی آپ نے ایک پیالہ ان کے پاس رکھوا دیا اور فرمایا اس میں قے کرو۔ ہر ایک کے حلق میں سے جمے ہوئے خون کے ٹکڑے نکلے سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا تو اس چیز سے تھا جس کو حق تعالٰے نے حلال کیا تھا مگر افطار اس چیز سے کیا جو حرام تھی یعنی انہوں نے غیبت کی تھی اور یہ جو ان کے حلق سے نکلا ہے یہ ان لوگوں کا گوشت تھا جو انہوں نے کھایا تھا۔

روزہ کا اصل مقصد صرف آب ودانہ نہ کھانے پر اکتفا کرنا نہیں ہے کیونکہ روزے کی یہ صورت بے روح ہے اور حقیقت روزے کی یہ ہے کہ جس طرح ہم کھانے پینے کو ترک کر دیتے ہیں اسی طرح ہم زبان کو بے ہودہ بکواس اور غیبت سے باز رکھیں اور ہر کام میں اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کو مدنظر رکھیں ورنہ صرف کھانا پینا ترک کر دینے سے نہ اپنی اصلاح ہوئی اور نہ ہی مولا کی خوشنودی حاصل ہوئی۔ آب ودانہ ترک کر کے روزہ تو ہم اکثر رکھتے ہیں مگر اس کی حقیقت کو مدنظر رکھنے والے بہت کم خوش نصیب ہیں۔ اللہ تعالٰے جس کو چاہتا ہے توفیق دیتا ہے۔

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاق حسنہ پیدا ہوں وہ صفات حمیدہ سے آراستہ ہو جائے۔ بداخلاقی سے اس کو نفرت ہو۔ خواہشات نفسانی پر قابو پائے ضبط نفس اور تحمل کا خوگر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے اور شرارت نہ کرنے پائے۔ ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے اس زہر کے

کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے قوت حیوانی کی شدت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں اگر قوت حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو انسان یقیناً بہت سی برائیوں سے بچ سکتا ہے چنانچہ اسی قاعدے کے مطابق اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔

روزہ ایک باطنی عمل ہے دوست کا راز ہے رکھنے والا جانتا ہے یا جس کی خاطر رکھا گیا ہے وہ جانتا ہے

نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں فرض ہوئی تھی اور روزہ مدنی زندگی میں۔ روزہ مسلمانوں پر اس وقت فرض ہوا جب اس کی عسرت کی زندگی ختم ہو چکی تھی اور ان پر فتوحات کے دروازے کھل چکے تھے مال و زر ان کے قدموں میں تھا اگر مکہ مکرمہ میں روزہ فرض کر دیا جاتا تو بے دینوں کو یہ کہنے کا موقع مل سکتا تھا کہ روزہ مسلمانوں کی غربت کے باعث فرض کیا گیا ہے۔ مدینہ منورہ کی خوش حال زندگی میں روزہ فرض کر کے اس خیال کی جڑ کاٹ دی گئی اب مسلمانوں کا روزہ صرف حق تعالے کی رضا کے لئے تھا انسان کو جو چیز اجر عظیم کا مستحق بناتی ہے وہ اس کا اخلاص عمل ہوتا ہے۔ اخلاص کے باعث معمولی عمل بھی اجر عظیم پاتا ہے اور اخلاص کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی شایان کرم نہیں ٹھہرتا۔ کسی عمل کے اجر کا اندازہ تو اس وقت لگایا جا سکتا ہے۔ جب وہ انسان کے بنائے ہوئے پیمانے میں آ سکے۔ محبت کا دریا امڈ کر بے کراں ہو جاتا ہے تو اسے پیمانوں سے نہیں پایا جا سکتا اس کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف ایک ہی پیمانہ ہو سکتا ہے اور وہ احساس محبت کا پیمانہ ہے۔ محبت حسن بنکر بکنے آتی ہے تو اس کی خریدار بھی صرف محبت ہی ہو سکتی ہے کیونکہ خود فروشی کے جذبے سے معمور ہو کر جب محبت بکنے کے لئے نکلتی ہے تو اتنی گراں بہا ہو جاتی ہے کہ شاہوں کے خزانے بھی اس کی بہا نہیں بن سکتے اس کی قیمت تو گاہک کا والہانہ پن ہی سکتی ہے۔

صحابہ رضؓ جب نقد جان لے کر میدان میں نکلتے تھے تو حسن مطلق کو خریداری کے لئے نکلنا پڑتا تھا۔ اچھی جنس ہو تو کون خریدار نہیں بنتا اور جب کہ خریدار مال کی اہمیت سے بھی واقف ہو۔ دنیا کے بازاروں میں چیز کی اہمیت اس کی ظاہری چمک دمک کے باعث ہوتی ہے اور عقبیٰ کے بازار میں اس کے باطن کو دیکھا جاتا ہے۔ دنیا کے متمول اور خوش حال انسان کا روزہ یقیناً اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے لیکن آپ اس بیوہ کی نسبت کیا کہیں گے جو چکی پیس کر سحری و افطاری کا انتظام کرتی ہے اور اس مزدور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو محنت مزدوری کر کے شام کو سوکھی روٹی کے ساتھ افطار کرتا ہے اور افطار کے بعد اس کی زبان سے شکر کا کلمہ نکلتا ہے۔ کیا مرغن غذاؤں کے ساتھ افطار کرنے والے کا شکر اور چند سوکھے لقمے چبا کر ٹھنڈا پانی پینے والے خستہ حال کا شکر مساوی ہو سکتا ہے ایک کا شکر بے نیازی کی شان لئے ہوئے ہے اور بے جان الفاظ کا مجموعہ ہے اور ایک کے شکر کی قارون کے خزانے بھی قیمت نہیں بن سکتے صرف محبت کی بارگاہ ہی اس کی قیمت ہو سکتی ہے۔

روزہ دار سے یہ کیوں کہا گیا ہے کہ تیرے صبر کی جزا میرا وصال ہو گی تجھ میں مل کر رہوں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ جس ذات کے لئے ایثار کیا جائے ایثار کا اجر اس کے ذمہ ہو جاتا ہے۔ روزہ چونکہ رضائے مولا کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی جزا اپنی ذات بیان کی جا رہی ہے۔

یوں تو ہر عبادت کا مقصود رضائے باری ہوتا ہے لیکن دوسری عبادات میں ریا کا شائبہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے۔ نماز حج زکوٰۃ ظاہری اعمال ہیں ان کی ادائیگی کے وقت نفس اس خیال سے لطف اندوز ہو سکتا ہے کہ لوگ مجھے عبادت گزار کہیں گے لیکن روزے میں یہ صورت ممکن نہیں۔ یہ ایک باطنی عمل ہے۔ دوست کا راز ہے۔ رکھنے والا جانتا ہے یا جس کی خاطر رکھا گیا ہے اسے آگاہی ہوتی ہے اس لئے اس کا اجر بھی مختلف ہوتا ہے۔

(ماخوذ از نشان راہ روزنامہ کوہستان لاہور)

ایک بزرگ کا قول ہے روزہ اللہ تعالیٰ اور نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یعنی نماز میں تشبہ بالرسول ہے۔ نماز میں اول سے آخر تک شان عبدیت کا ظہور ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرتاپا جامع شان عبدیت ہیں اور روزے میں تشبہ باالحق ہے کیونکہ حق تعالے اکل و شرب سے منزہ ہیں پس روزے میں ایک شان صمدیت و استغناء ہے۔ روزے کی بزرگی اور بڑائی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کو خدا نے اپنے ساتھ خاص نسبت دی ہے اور فرمایا ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

یعنی روزہ خاص میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے اور روزے کی جزاء ذات حق جل و علا خود دیتا ہے (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار ان چیزوں کو جن پر اس کی زندگی کا دارومدار رضائے الٰہی کے لئے چھوڑ دیا تو گویا اس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند کیا۔ بارگاہ الٰہی میں ہر عمل کی جزاء اس کے مناسب حال ہوا کرتی ہے ایسے متوکل علے اللہ اور محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے کہ خدائے قدوس اُسے تشفی دیں کہ حبیب میرا ہے تو میں تیرا ہوں۔

خوش نصیب ہے وہ انسان جو خالص اللہ تعالےٰ کی رضاء کے لئے روزہ رکھتا ہے اور اپنے آپ کو اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کا مستحق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

روزے کے اُخروی فائدے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے روزے کے بے شمار اُخروی فوائد ثابت ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ میں ایک نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دوں گا لیکن روزہ خاص میرے لئے ہے اس کا بدلہ خاص میں ہی دوں گا۔ کیا یہ تھوڑا فائدہ ہے کہ روزہ کے متعلق اللہ تعالے نے فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنی روزے کو اپنی طرف منسوب کر دیا روزے کے باعث سابقہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ روزہ قیامت کے دن اپنے مثالی وجود میں مجسم ہو کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر روزہ دار کے حق میں شفاعت کرے گا۔

روزہ کے اُخروی فوائد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث کا ترجمہ ذیل میں درج ہے

(۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے روزہ رکھا درانحالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو اور اللہ تعالے سے اجر پانے کے خیال سے رکھا اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے درانحالیکہ ایماندار ہو اور ثواب

پانے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس شخص نے لیلۃ القدر کو قیام کیا درانحالیکہ ایمان دار ہو اور اللہ تعالےٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

(۲) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہر ایک نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے ۔ ہر نیکی کم از کم دس درجے پاتی ہے اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالےٰ عمل کا درجہ بڑھا کر دیتے ہیں ــــ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں) روزے دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے ۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرنے کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے اور روزہ شیطان کا وار روکنے کے لئے ڈھال ہے ۔ جس دن کسی کو روزہ ہو عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور بے ہودہ شور و غل نہ کرے اگر کوئی اُسے گالی دے یا لڑائی کرے تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں

۳۔ حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ اور قرآن کریم قیامت کے دن شفاعت کریں گے ۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے رب میں نے اُسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے ــــ اور قرآن کہے گا کہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا تھا للہٰ میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمایئے ۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی ۔

۴۔ انس ابن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق یہ مہینہ آیا ہے تم پر اور اس میں ایک رات ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے یعنی شب قدر جو شخص کہ محروم رہا اس سے یعنی خیر اس کی سے کہ توفیق عبادت کی نہ ہوئی ۔ اس میں اور قیام بعض شب کا بھی نہ کیا پس تحقیق محروم رہا ہر خیر سے اور نہیں محروم کیا جاتا خیر اس کی سے مگر ہر بے نصیب ۔

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

روزے سے روزہ دار کے اخلاق کا معیار بلند ہو جاتا ہے اور اس میں ضبط و تحمل کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے روزہ دار اپنے آپ کو شرارت اور فتنے سے بچاتا ہے اور دنیا میں اعلےٰ درجے کا امن پسند اور مرنجاں مرنج ہو جاتا ہے اس کے علاوہ معاشرتی اصلاح بھی ہو جاتی ہے ۔ جب ہر ایک مسلمان اوصاف حمیدہ سے مزین ہو جائے تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کی غرض ہی یہی ہے کہ سال بھر کے بعد اس نصاب کی یاد تازہ کی جائے

روزوں کے لئے مہینہ کے تقرر و تعین میں بھی بڑی حکمت ہے تاکہ ہر شخص اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق جس مہینہ میں چاہے روزے نہ رکھ لیا کرے ایسا کرنے سے عذر و معذرت ، حیلے حوالے اور کاہلی و سستی کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس بارے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا اور اسلام کی ایک عظیم ترین عبادت مردہ ہو جاتی ۔

نیز مسلمان جب کسی عمل پر بہ یک وقت ایک زمانے میں مجتمع ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو عمل کرتے دیکھتے ہیں تو ہر ایک کو عمل میں مدد ملتی ہے اور ہر ایک کے لئے عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے اور یہ اجتماعی عمل ہر ایک کو عمل کرنے کے لئے ابھارتا ہے اور جری کرتا ہے ۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کا اجتماعی عمل مسلمانوں کے اندر اتفاق اور یک جہتی پیدا کرتا ہے خواص و عوام کے حق میں ملکوتی برکات کے نزول کا موجب بن جاتا ہے اور اس اجتماعی عمل کا ادنےٰ سے ادنےٰ اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے کامل بندوں کے انوار کا عکس اور پرتو ادنیٰ درجے کے لوگوں پر پڑتا ہے اور ان کی دعائیں ان کو گھیر لیتی ہیں اور ہر چہار طرف سے ان پر چھا جاتی ہیں ۔

بقیہ : مجلس ذکر ص۲ سے آگے

اللہ تعالےٰ تراویح کو فرض قرار نہ دیدیں اسیطرح مسواک اور تہجد کی نماز کے متعلق فرمایا کہ مجھے امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو یہ بھی فرض ہو جاتے

۱۴ صدی سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھی جاتی ہیں ۔ آٹھ تراویح پڑھنے والے بھائی کیوں سارا مہینہ باجماعت تراویح پڑھتے ہیں ۔ جبکہ حضرت رسول کریمؐ نے تو پڑھی نہیں ۔ اور حضرت عمرؓ بقول ان کے بدعتی ہیں (نعوذ باللہ)

رمضان المبارک کے مہینہ میں پورا قرآن سننا سنت ہے یہ نہیں کہ جہاں ۲۰ رکعتیں ہوتی ہیں ۔ وہاں ۸ رکعتیں پڑھ کر بھاگ جائیں یہ سب نفس کو خوش کرنے کے طریقے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ صحیح طریقے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

مومن کی صفت یہ ہے ۔ کہ وہ اگر خود نمازی ہے ۔ تو اپنے بیوی بچوں ، دوستوں نوکروں کو بھی نماز پڑھائے ۔ اپنے ساتھ دوسروں کو نیکی کے کاموں میں شامل کرے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ اگر کوئی کسی کو روزہ رکھوا دے تو اس کو اس کے روزے کا ثواب ملے گا ۔ اسی طرح اگر کسی کا روزہ کھلوا دے ، چاہے کھجور سے پانی سے ۔ لسی کے ایک گھونٹ سے ۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی اس کے روزے کا ثواب عطا فرمائینگے لیکن اس روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی

اللہ تعالےٰ ہم سب کو رمضان کے مہینے کا خوب اچھی طرح استقبال کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ٥

نقد و نظر

م، ح بخاری

"مرزا غلام احمد قادیانی علامہ انور شاہ کشمیریؒ علامہ اقبال اور سید احمد خانؒ کی نظر میں"

ناشران :- مجلس تحفظ ختم نبوت صفحات ۱۶

(سلسلۂ اشاعت نمبر ۲) ہدیہ درج نہیں

گذشتہ فرصت میں ہم نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا مجملاً تعارف ان کے ایک ٹریکٹ کے ریویو کے سلسلہ میں کیا تھا۔ زیر نظر رسالہ اس سلسلہ کا دوسرا ٹریکٹ ہے جس میں عالم اسلام کی تین بڑی شخصیتوں کی مرزا صاحب کے متعلق آرا بیان کی گئی ہیں۔ یہ تینوں بزرگ مرزا صاحب کے معاصر بھی تھے اس لئے مذکور مدعی نبوت کے اعمال و اخلاق سے بخوبی واقف اور شناسا تھے اس کے مطالعہ سے قارئین دیکھیں گے کہ اپنے وقت کے علماء کی نظر میں مرزا صاحب کی کیا وقعت تھی!

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت قطعاً غیر سیاسی اور غیر فرقہ وارانہ جماعت ہے جس کا واحد مقصد کاذب مدعیان نبوت کا ابطال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تحفظ ہے اس اہم ترین فریضہ کی ادائیگی میں انہیں سب مسلمانوں کے تعاون و امداد کی ضرورت ہے مبلغین کی جماعت کے علاوہ لٹریچر کی اشاعت کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔

رسالہ کی زبان سلیس ہے لیکن کتابت و طباعت نہایت ناقص ہے۔ مجلس والے آئندہ کتابت و طباعت کا بھی خیال رکھیں ــــ

نام کتاب: "خلاصہ فقہ اسلامی"

تصنیف :- قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب

صفحات ۹۴ = قیمت عہ روپیہ

ناشران :- دار الارشاد کیمل پور

فقہ حنفیہ بہت وسیع مضمون ہے جس کا مطالعہ، فرصت اور وقت کا طالب ہے خواندہ طبقہ کا بھی خیال ہے کہ فقہ کا علم ان کے بس کا روگ نہیں۔ بس بوقت اشد ضرورت لوگ کوئی مسئلہ علماء سے دریافت کر لینے پر اکتفا کر لیتے ہیں حالانکہ شرعی قوانین کو جاننا ہر مسلمان کا فرض ہے کچھ ایسی ہی مشکلات اور ضروریات کا حل قاضی صاحب نے اپنے مختصر رسالہ میں پیش کیا ہے فقہ اسلامیہ کے تقریباً تمام موضوعات پر روشنی ڈالی ہے لیکن بعض مقامات پر اختصار ابہام کی حد تک پہنچ گیا ہے اور بعض جگہ بیان صرف اصطلاحات کے معنوں تک ہی محدود ہے، قوانین کی تشریح میں امثال ضروری ہیں تاکہ قاری، قانون کے اطلاق اور عملی صورت کو بھی ذہن نشین کرے قطع نظر ان کے رسالہ نہایت مفید ہے اور ہر حنفی مسلمان کے لئے ہمہ قسم رسائل کا مطالعہ اور ضروری مسائل کا علم نہایت ضروری ہے کتابت و طباعت گوارا ہے، کاش کہ ہماری کتب دینیہ صوری خوبیوں سے بھی اسی طرح مزین ہوں۔ جس طرح حقیقی اور باطنی خوبیوں کا مرقع ہوتی ہیں۔ قیمت کچھ زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن صرف ظاہری اعتبار سے جہاں تک علم فقہ کا تعلق ہے اس کی قیمت کوئی ادا ہی نہیں کر سکتا



تصحیح :- گزشتہ شمارہ میں ایک نظم "اچھوا[illegible]" کے نصب العین [illegible] شاعر کا نام مضطر [illegible] پڑھا جائے [illegible]

آئمہ دین

از محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور

حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی روایتوں میں کافی اختلاف ہے، لیکن ان کا اختلاف برائے حقیقت ہے۔ اور ہم نے یہ اختلاف برائے مخالفت اپنا لیا ہے۔ ذیل کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں آئمہ دین کے تعلقات آپس میں کتنے مخلصانہ اور والہانہ تھے۔ امام شافعیؒ دمشق (شام) اور امام احمد بن حنبلؒ قاہرہ (مصر) میں ہوتے ہیں امام شافعیؒ کو ایک خواب آتا ہے۔ آپ وہ لکھ کر ربیع بن سلیمان کے ہاتھ امام احمد کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ ربیع جا کر خط دیتا ہے۔ تو امام احمد رح خط پڑھ کر چشم پُرآب ہو جاتے ہیں۔ قاصد عرض کرتا ہے "خیریت تو ہے" امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ خوشی کے آنسو ہیں امام شافعی رح نے رسولِ پاکؐ کا سلام و پیام ارسال فرمایا ہے۔ انہیں خواب میں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میرے سلام کے بعد امام احمد رح کو بتا دو کہ تم پر نہایت آزمائش کا وقت آنے والا ہے، حکومت تم کو مجبور کرے گی کہ خلق قرآن کا عقیدہ تسلیم کر لو۔ مگر آپ نہ ماننا۔ اللہ آپ کا نام اور علم تا قیامت روشن رکھے گا۔ یہ سن کر ربیع آپ کو مبارک باد دیتے ہیں۔

امام احمدؒ جناب ربیع کو ایک کرتہ بھی انعام میں دیتے ہیں۔ جب ربیع کرتہ لے کر واپس دمشق آتے ہیں۔ تو امام شافعیؒ اُن سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا انعام ملا ہے۔ ربیع یہ سنکر جواب دیتے ہیں کہ کرتہ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں کرتہ تو نہیں لے سکتا۔ البتہ اسے پانی میں بھگو کر اس کا نچوڑ بطور تبرک ضرور مجھے دے دو۔ اللہ! اللہ! اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے کتنے قریب تھے۔ اور دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کا کتنا احترام تھا۔ اس وقت ہر فرقے کے علمائے کرام کا یہی عمل ہوتا تھا۔ کاش! علمائے دین آج بھی اسی روش پر چل کر دین کی صحیح خدمت کریں۔ اور فروعی اختلافات کو مستقل تنازعہ نہ بنائیں۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ خود امام ابوحنیفہ رح کے مسلک پر کاربند تھے اور باقی آئمہ دین کا احترام بھی برابر کیا کرتے تھے۔ ان کا اختلاف برائے مخالفت نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہوتا۔ اور وہ اس اختلاف کو کبھی دل میں جگہ نہ دیتے۔ طریقت کے جملہ سلاسل کو بھی اچھا جانتے۔ حالانکہ وہ خود سلسلۂ قادریہ کے پیروکار تھے۔ ان کا اختلاف اس حد تک ہوتا۔ جہاں تک رسول پاکؐ نے اسے رحمت کہا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ کوفہ میں امام ابوحنیفہ رح کے ہاں ایک علمی مجلس تھی۔ جس کے چالیسؒ ممبر تھے۔ اور وہ سب کے سب فقیہ اور محدث تھے۔ امام یوسفؒ اس مجلس کے سیکرٹری تھے۔ جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا۔ تو اس پر عام بحث ہوتی اور مسئلہ سوال و جواب اور قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا جاتا۔ اور بعض اوقات تحقیق کرتے کرتے اس پر ایک ایک مہینہ لگ جاتا۔ کوئی ممبر اگر غیر حاضر ہوتا تو اس کی رائے دریافت کرنے کے بعد مسئلہ کا فیصلہ کیا جاتا بعض فروعی اختلافات کے باوجود چاروں امام جن میں سے بعض امام ایک دوسرے کے ہمعصر بھی تھے، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ ایک دوسرے کے ہمعصر اور دوست تھے، امام شافعی رح اور امام احمد بن حنبل رح بھی ایک دوسرے کے دلی خیر طلب تھے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اس دور میں فروعی اختلافات کو چھوڑ دیں، اور پھر سے اصولی طور پر متفق ہو کر دین کی خدمت کر سکیں۔ "آمین"

امام احمد رح امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں

حضرت دارمی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کو دیکھا، کہ مسجد نبویؐ میں کسی مسئلہ پر عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی نماز تک بحث کرتے رہے۔ مگر کیا مجال جو ماتھے پر بل آئے۔ نہایت خندہ پیشانی سے بحث جاری رہی اور دل میں ذرہ بھر بھی ملال نہ آیا، یہ تھا جذبۂ خدمت دین۔ نہ دنیا کی تمنا اور نہ حرص و جاہ، بادشاہِ وقت قاضی کا عہدہ پیش کرتا ہے تو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اور اس کی ناراضگی مول لے لیتے ہیں مگر کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ساری عمر دین کا کام محض دین کے لئے کرتے رہتے ہیں۔ دنیاوی ضروریات کے لئے تجارت بھی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس میں بھی بڑی برکت عطا فرمائی۔

کاش اس دور کے علماء کرام اور صوفیائے عظام بھی فروعی اختلافات کے باوجود تہ دل سے ایک دوسرے کی عزت کریں، میرے خیال میں یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہوگی کیا ہم غیر مسلم مبلغین سے یہ سبق حاصل نہیں کر سکتے، عیسائیوں کے بھی فرقے ہیں۔ جن میں سے دو تین خاص طور پر مشہور ہیں۔ کیا ان میں کبھی سر پھٹول دیکھا یا سنا۔ حالانکہ ان کے عقائد ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں، لیکن ہر عقیدے کا پادری اپنی اپنی جگہ پر ایثار، قربانی اور محبت سے عیسائیت کو فروغ دے رہا ہے۔ انگریز پادری تو درکنار پاکستانی پادریوں میں بھی یہ نوبت نہیں آتی لیکن ہم آپس میں لڑتے ہی رہتے ہیں۔ اور پتہ اس وقت چلتا ہے۔ جب ایک پادری کسی علاقہ میں کئی آدمیوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتا ہے۔ شاید آپ یہ کہیں کہ انہیں کئی طرح کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ میرا جواب یہ ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رح ....

...... حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت مجدد الف ثانی ایسے پیشواؤں کو کس کی تائید حاصل تھی صرف اللہ کی۔ بلکہ عام تائید تو درکنار شدید مخالفت تھی مگر وہ محبت، خلوص اور ایثار سے دین کی وہ خدمت کر گئے کہ پاک و ہند میں دین کا نام انہی کی کوششوں کا ثمرہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہے بھی ٹھیک اور ایسے ہی بزرگوں کو خدا کی تائید بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ چند مثالیں آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، ذیل میں ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔ خدا کرے مؤثر ہو۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رح کی عام مقبولیت سے وقت کا بادشاہ محمد تغلق پریشان ہو جاتا ہے، کہ کہیں اس کا تخت ہی نہ چھن جائے، بادشاہ اپنے بزرگ حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا رح کو ملتان سے دلی بلاتا ہے، تاکہ وہ اپنے اثر و رسوخ سے خواجہ نظام الدینؒ اولیاء کے اثر کو ہلکا کریں جب محمد تغلق حضرت ذکریا رح کا استقبال کرنے کے لئے شہر سے باہر جاتا ہے، تو خیال کرتا ہے کہ شاید اس کے سوا خواجہ صاحب کو کوئی نہیں ملا۔ زیارت کے وقت پوچھتا ہے کہ حضرت یہاں سب سے پہلے کس نے آپؒ کی

باقی بر صفحہ ۱۴

بقیہ :- اداریہ صد ۳ سے آگے

مضبوط کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو رہی ہے ہمارے خیال میں اگر عرب متحد ہو جائیں اور چاہیں تو وہ آج بھی جنگ کا خطرہ مول لے کر اسرائیل کے کانٹے کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک سکتے ہیں — مگر وہ ڈرتے ہیں کہ اگر جنگ ہوئی تو براہِ راست امریکہ اور برطانیہ سے ہوگی اور ان سے لڑنے اور اپنا حق منوانے کے لئے وہ اپنے آپ کو تیار نہیں پاتے —

چنانچہ عربوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اسرائیل نے ان کے سر پر آرہ چلانے کی نئی تدبیر سوچی ہے - اس کی سرگرمیوں کا موجودہ مرکزی نقطہ یہ ہے کہ دریائے اردن کا رُخ موڑ کر عرب ممالک کی زرخیزی و شادابی ختم کر دی جائے اور اس طرح اپنے ملک کی زمینیں جو بے آب و گیاہ اور بنجر پڑی ہیں ان کو سرسبز و شاداب بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس سے پہلے بھی وہ اس سلسلے میں ایک قدم اٹھا چکا ہے مگر عربوں کی مزاحمت اور اقوامِ متحدہ کی مداخلت نے اس کے اس اقدام کو نتیجہ خیز نہ بننے دیا تھا - لیکن اب اس نے ہر خطرہ مول لے کر دریا کا رُخ بدلنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور مزاحمت کی صورت میں جنگ کرنے کو بھی تیار ہے - ظاہر ہے اس قدر خطرناک قدم وہ امریکی مشورہ کے بغیر نہیں اٹھا سکتا لہٰذا عربوں کو اپنی اولین فرصت میں یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کس طرح اس صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں

صدر ناصر نے اس سلسلے میں دور اندیشی اور قومی غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک مشترک چوٹی کانفرنس بلانے کا اعلان کیا ہے اور تمام عرب ممالک کو اس میں شرکت کی دعوت دی ہے - دعوت کے ساتھ صدر ناصر نے یہ بات بھی صاف کر دی ہے کہ جن عرب ملکوں کو صدر ناصر سے شدید اختلافات ہیں - وہ بھی قومی مفاد اور آزادی کے تحفظ کی خاطر اپنے اختلافات پس پشت ڈال کر اس کانفرنس میں شریک ہوں - اپنی طرف سے انہوں نے یہ پیش کش کی ہے کہ اگر عرب سربراہ یہ فیصلہ دیں کہ وہ یمن سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں تو وہ ان کے اس فیصلہ کا بھی احترام کریں گے صدر ناصر کی اس دعوت اور پیشکش کا عرب ممالک کے تقریباً سب سربراہوں نے صدق دلی سے خیر مقدم کیا ہے اور اُردن کے شاہ حسین تک نے اس تجویز کی حمایت کی ہے صرف ایک سعودی عرب رہ گیا ہے جس کی طرف سے اس بارے میں کوئی اعلان نہیں ہُوا لیکن توقع یہی ہے کہ وہ بھی اس تجویز کا خیر مقدم کرنے میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہے گا

ہمارے نقطۂ نگاہ سے صدر ناصر کا یہ اقدام نہایت معقول، دانشمندانہ اور ان کی سیاسی سوجھ بوجھ پر دال ہے آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ عربوں کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے اور فلسطین کا یزید جو اسرائیل کی صورت میں نشوونما پا رہا ہے جلد از جلد اپنے انجام بد کو پہنچے —

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ :- شرح سورۃ الحشر صہ ۱۶ سے آگے

گئے مگر اسلامی تحریک کا مرکز ایسا محفوظ کر دیا گیا ہے کہ اس میں کوئی دوسری چیز مخلوط ہی نہیں ہو سکتی یہ خداوند تعالےٰ کے اسم السلام کا اثر ہے اس لئے یہ تحریک ہمیشہ کامیاب رہے گی

قرآنی انقلاب کے نتائج

المؤمن اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک میں امن پیدا ہو

(۱) امن ہو جائے گا ۲ تحفظ نتائج

المہیمن حصہ داروں کے حصے محفوظ رہیں گے ان کی کوششیں رائیگاں نہ جائیں گی اور وہ اپنی مساعی کے نتائج سے اس دنیا میں یا آخرت میں ضرور بہرہ اندوز ہونگے۔

بقیہ: احادیث الرسول صہ سے آگے

خاص میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار میرے لئے اپنی خواہش اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خدا سے ملاقات کے وقت ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالےٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے

بقیہ :- ائمۂ دین صہ ۱۳ سے آگے

زیارت کی؟ حضرت خواجہ بہاؤ الدینؒ فرماتے ہیں - کہ سب سے پہلے اس نے زیارت کی جو یہاں کا سب سے بہتر انسان ہے - محمد تغلق بزعم خود عرض کرتا ہے کہ حضرت وہ خوش نصیب کون ہے جواب ملتا ہے، کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ - بس محمد تغلق کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے، ایسچ ہے

کہ اللہ والے اللہ کے بندوں سے اختلاف تو کر سکتے ہیں - لیکن ان کے دشمن ہرگز نہیں بن سکتے — ففہم - بلکہ ؎

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن!
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے!

یہ فروعی اختلاف تو صحابہ رضؓ کبار میں بھی تھا - لیکن وہ ذاتیات پر نہیں اترتے تھے بلکہ ان کا اختلاف برائے تلاش حق ہوتا - اور اسی قسم کے اختلاف کو حضورؐ نے رحمت کہا ہے لیکن ہم نے اسے اپنی کم ظرفی سے زحمت بنا لیا ہے —



یادگارِ اسلاف

مرتبہ
غازی خدا بخش
و
شیخ بشیر احمد ایم اے

از امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ورودِ قندھار

آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہر میں داخل کر دیا۔ ایک مسجد میں گئے تو ملاں محمد حسن وہیں مل گئے۔ نہایت خندہ پیشانی سے ملے۔ اس وقت ان کے پاس چند افغان بیٹھے تھے ان سے مخاطب ہو کر بولے "امروز شمارا گفتہ بودم کہ دو مردم مے آیند و افغانستان را آزاد خواہند کرد ایشاں ہمیں مردم اند۔ وہ افغان بہت متاثر ہوئے پھر آپ سے ملاں صاحب کہنے لگے "یکے دوست است بسیار نیک نامش محمد حسن توفی است سوداگر چرم است در سرائے چہ ماند آنجا بردیم چنانچہ آپ کو لیکر ان کے ہاں گئے اور بہت مہمان نواز ثابت ہوئے۔ کراچی میں تجارت کرتے تھے آپ کا قیام وہیں رہا۔ ملاں محمد حسن بھی ہر روز سورج نکلنے پر وہاں آجاتے اور عشاء کے وقت جاتے جو صاحب انہیں ملنے کو آتے وہ مسجد سے ہو کر یہاں آجاتے۔ ایک دفعہ نائب الحکومت و گورنر ملاں صاحب سے ملنے کے لئے مسجد میں گئے ملاں صاحب کو معلوم ہوا تو آپ کو ساتھ لے کر مسجد میں گئے۔ نہایت اچھے الفاظ میں گورنر سے تعارف کرایا کہ دہلی کے عالم ہیں اور سندھ میں بھرچونڈی شریف کے بزرگوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ گورنر نے چند مختلف مسئلے دریافت کئے آپ نے نہایت آسانی سے سمجھا دیئے پھر کچھ تصوف کے مسئلے پوچھے جو ان کے ہاں لاینحل تھے آپ نے وہ بھی بغیر دقت کے حل کر دیئے اس سے گورنر اور ملاں صاحب پر آپ کی علمیت کا سکہ بیٹھ گیا

چند دن کے بعد صوفی جان محمد کی ملاقات کو گئے ان کے پہنچے تو وہ بغلگیر ہونے کے بعد بڑی عزت سے پیش آئے۔ ان کے ہاں چند عالم بیٹھے تھے ان کے سامنے آپ کی بہت تعریف کی گئی۔ دوسرے دن خود صوفی صاحب آپ کی ملاقات کے لئے گئے اب تو یہ شہر میں خوب چرچا ہوا کہ یہ کون شخص ہیں۔ جنہیں صوفی صاحب ملنے کے لئے گئے —

صوفی صاحب تو کسی کو ملنے کے لئے نہ جاتے تھے۔ اب دیوبندی علماء بھی آنے لگے چنانچہ سارا دن لوگوں کا تانتا بندھا رہتا۔ آپ خوش تھے کہ فقیر جان کے ہاں نہ اترے۔

صوفی صاحب اور ملاں صاحب نے تجویز پیش کی کہ کسی دن گورنر سے ملنے کے لئے چلیں چنانچہ ایک دن آپ کو لے کر گئے تو وہ دربار میں مصروف تھے سب کام چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ دیر تک بعض علمی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی اگرچہ آپ کا شغل مثنوی مولانا روم سے بہت کم رہا لیکن اس کے متعلق باتیں ہوئیں تو خدا کے فضل سے اس امتحان میں بھی آپ کامیاب رہے چنانچہ گورنر اتنا متاثر ہوا کہ اس کے بعد آپ کی ملاقات کے لئے محمد حسین توفی کے ہاں گیا۔ اب تو لوگ آپ کو بہت قدر کی نگاہوں سے دیکھنے لگے —

قندھار سے روانگی

قندھار سے روانہ ہونے کے لئے تیاری شروع ہوئی۔ گورنر نے کابل تک کے لئے کئی خط اپنے قلم سے لکھ کر دیئے کہ یہ شاہی مہمان ہیں ان کا احترام کیا جائے۔ تین گھوڑے آپ کی سواری کے لئے ایک مولانا عبد اللہ لغاری کے لئے اور ایک سامان کے لئے دیئے گئے۔ ایک گھوڑا اور آپ نے کرایہ پر لیا۔ سردی شروع ہو چکی تھی لہٰذا صوفی صاحب اور ملاں صاحب نے کپڑے اور بستر وغیرہ کا پورا انتظام کر دیا۔ عزیز محمد علی اور فتح محمد بھی ساتھ تھے۔ ایک دن روانہ ہونے کے لئے چاروں شہر سے باہر نکلے شہر کے رؤسا امراء علماء کو الوداع کہنے کے لئے شہر سے باہر آئے بہت عزت سے رخصت کیا۔

پہلی منزل پر پہنچ کر مولانا لغاری نے مرغیاں خریدیں اور فتح محمد سے پکانے کے لئے کہا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ کچھ ناراض ہو کر فرمانے لگے اب ہم پٹھان ہیں احتیاط سے خرچ کرو۔" آپ دوسروں کو دلوانے کے لئے پہلی طرح حاتم تھے۔ چھ پیسے فی گھوڑا اور چار پیسے فی آدمی سرائے کا کرایہ دے کر رات گزاری۔ صبح کو چلے تو دوسری رباط کا نام قلات غلزئی تھا شام کو وہاں پہنچے روٹی خریدی اور ہوٹل سے سالن منگوا کر کھانا کھایا۔ سرائے سے باہر ایک دنبہ ذبح کیا جا رہا تھا۔ مولانا لغاری نے ایک ران خریدی۔ اور ہوٹل سے اس کے کباب بنوائے۔ فتح محمد سے کہا گیا کہ آپ کو اس کی اطلاع نہ دی جائے آدھی رات کو قافلہ چلا۔ دریا کے کنارے کنارے دور تک چلتے رہے۔ قافلے میں چند فوجی تھے جن سے قندھار سے روانگی کے وقت کہہ دیا گیا تھا کہ یہ سرکاری مہمان ہیں۔ ان کی حفاظت کا خیال رکھا جائے۔ سورج نکلا تو قافلہ ٹھہر گیا دریا کے پانی سے چائے تیار کی گئی۔ چائے اور روٹی آپ کے پیش کی گئی۔ تھوڑی دور مولانا لغاری محمد علی، اور فتح محمد کے ساتھ کباب سامنے رکھ کر کھانا کھانے لگے۔ آپ نے دیکھا تو مسکرائے مولانا لغاری بولے "یہ آپ کے لئے نہیں آپ تو اب احتیاط سے کھانا کھائیں گے" آپ پھر مسکرا دیئے آخر مل کر سب نے کباب کے ساتھ ناشتہ کیا۔ قلات سے اگلی رباط میں پہنچے تو عزیز محمد علی بیمار ہو گئے نوجوان تھے۔ قندھار سے چلے تو انہوں نے خوب گھوڑا دوڑایا کبھی آگے کبھی پیچھے کو دوڑاتے پھرتے تھے جس کا نتیجہ نکلا کہ پیٹھ زخمی ہو گئی۔ بولے یہاں ٹھہر جائیں میں تندرست ہوں گا تو چلیں گے۔ دو تین میل مکر شہر رہ گیا تو وہ گھوڑے سے اتر کر سو گئے آپ ناراض ہو کر آگے بڑھ گئے مولانا لغاری نے عزیز کو راضی کیا اور مکر پہنچ گئے وہاں کچھ علاج معالجہ کیا۔ مکر سے رباط کے بعد غزنی شہر تھا غزنی میں تین دن ٹھہرنے کا فیصلہ ہوا تاکہ گھوڑے آرام کر لیں یہاں دریا کے کنارے چند قبروں کے نشان تھے ایک قبہ بھی نظر آیا یہ قبہ حکیم سنائیؒ کا بتایا گیا اور ایک قبر شیخ عطارؒ کی بتائی گئی اور بھی بلند پایہ شاعروں وغیرہ کی قبروں کے نشان موجود تھے ان کھنڈروں سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کسی زمانے میں عجیب عمارتیں تھیں جنہیں ہلاکو خاں نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ آپ نے دو نفل پڑھے پھر سلطان محمود شہر کی طرف گئے یہاں سلطان کا مقبرہ ہے ارد گرد دور تک مزار ہیں ہندی نقش و نگار کا کام بھی خوب کیا گیا ہے۔ ایک مسجد کے متعلق سنا تھا کہ اسے عروس فلک کہتے ہیں اور فرشتہ مؤرخ نے اس کی نسبت لکھا تھا کہ "روندگان ربع مسکون مثلش را نشان ندادہ اند" لیکن اس کا سراغ نہ ملا۔

یہاں ایک لڑکا ملا اس کے پاس گدھا تھا مولانا لغاری نے لڑکے سے کہا یہ گدھا کرایہ پر ہے اس نے کہا "قرآن بگیرم" اس پر اس نے لے لیا اور آپ کو اس پر سوار کیا۔ اس نے کہا کوئی شعر جانتے ہو تو سناؤ صرف ایک شعر یاد ہے اور وہ یہ ہے۔

(باقی آئندہ ملاحظہ فرمایئے)

شرح سورۃ الحشر

مرتبہ: خدابخش ولبشیر احمد بی اے

از امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

آیت نمبر ۱۴:- لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝

انقلاب اور جمود کا فرق

ان کی بے سمجھی کی یہ دلیل کافی ہے کہ وہ آپس میں بھی متفق نہیں ہو سکتے اس لئے وہ ایک انقلابی سوسائٹی کے قانون کا اصلی طاقت میں اندازہ ہی لگا سکتے۔ انقلابی سوسائٹی کا قانون اس کے ہر ایک فرد کو ہر وقت حرکت دے سکتا ہے اور ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ یہ قلعہ دار گاؤں یا دیوار کی آڑ کے سوا تم سے کہیں اکٹھے ہو کر لڑ بھی نہیں سکتے ان میں آپس میں سخت دشمنی ہے۔

[ہماری اس طبیعت کی بھی کبھی یہی حالت تھی ہم بھی اپنے فرقے کے سوا مسلمانوں کے کسی فرقے سے محبت نہیں رکھتے تھے۔ جب سے ہمیں انقلاب کی حقیقت سمجھ میں آئی ہے اس روز سے ہم اپنے میں یہ وسعت پاتے ہیں کہ اگر کسی دوسرے فرقے والے ہمارے ساتھ انقلاب میں شریک ہو جائیں تو ہم ان پر پورا اعتماد کر سکتے ہیں ہم یہود کی اس حالت کا حل یوں کرتے ہیں کہ وہ تورات کی انقلابی روح کو بھول چکے تھے اب ہم مسلمانوں میں بھی بے تکلف دیکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے جس حصے نے انقلاب بھلا دیا ہے ان کی حالت بھی اچھی نہیں رہی]

یہود کا ایک عیب

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝ انہوں نے عقلی مسائل میں آزادی سے غور کرنا چھوڑ دیا ہے وہ جذبات اور اغراض کو سامنے رکھ کر عقلی قانون گھڑتے ہیں وہ حقیقت میں عقلی قانون نہیں ہوتے۔ وہ فرضیات ہیں۔ عقلی قانون وہ ہیں جو تمام انسانی نوع کے لئے یکساں کام دے۔

آیت نمبر ۱۵- كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

یہود کے متعلق ایک پیشگوئی

یہ لوگ (یہودی) اس طرح شکست کھائیں گے جیسے ان سے پہلے عنقریب شکست کھا چکے ہیں (یعنی قریش) اور ان کو دردناک عذاب ملے گا۔ یہ بہت تکلیفیں اٹھائیں گے یہ جلاوطن کر دیئے جائیں گے۔ ان کو مذہبی زندگی کے بغیر سکون نصیب نہ ہوگا۔ مگر کہیں اپنے مذہبی نام سے گھر نہ بنا سکیں گے اس طرح دوگونہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

آیت نمبر ۱۶ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝

منافقین کی تمثیل

یہ منافق یہودیوں کو جو لڑنے پر اکساتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کسی سے کہے کہ کفر کر اور جب وہ کفر کر گزرے تو اس سے کہے بھائی میں تو تیرا ساتھ نہیں دے سکتا میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱۷:- فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝

ان دونوں کی سزا یہ ہے کہ دونوں آتش جہنم میں جائیں گے ظالموں کی سزا یہی ہے ظلم کرنے والا اور ظلم میں مدد کرنے والا دونوں ایک ہی درجے کے مجرم مانے جاتے ہیں۔

حزب اللہ کی زندگی کی دوسری منزل

یہودیوں اور منافقوں کی طرف سے مخالفت و مخاصمت مشکلات کا پہلا مرحلہ تھا دوسرا مرحلہ جو کل کو پیش آنے والا ہے اور اس سے بھی زیادہ سخت ہے وہ کسریٰ و قیصر کا مقابلہ ہے اس لئے مسلمانوں کو محض انقلابی کام کے لئے وقف ہو جانا چاہیئے۔ یہ آمدنی جس کی تقسیم اوپر آیت نمبر ۷ میں بیان کی جا چکی ہے اس تیاری میں بہت مدد دے گی اب دوسرے حصے پر بحث ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۱۸:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

بین الاقوامی سرداری

مسلمانو! اللہ کے نام سے انصاف کا قانون دنیا میں جاری کرو۔ ہر ایک انسان اس امر پر غور کرتا رہے کہ اس نے کل کے لئے کیا چیز تیار کر لی ہے اور اللہ کے نام پر انصاف جاری کرنے کا کام زیادہ زور سے کرو اللہ تمہارے کاموں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے

یعنی جس قدر زوردار کام ہونا چاہیئے وہ زور ابھی پیدا نہیں ہوا تم انصاف کو نہایت مضبوط بنیادوں پر قائم کرو ورنہ اقوام کی سرداری تمہیں نہیں مل سکے گی، تمہیں اپنی قوم کی سرداری کے لئے جتنا انصاف پسند ہونا چاہیئے اقوام کی سرداری کے لئے اس سے کہیں زیادہ انصاف پسندی کو ترقی دینا ضروری ہے۔

آیت نمبر ۱۹:- وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اللہ کو بھولنے کا نتیجہ

تم ان لوگوں کی مثل نہ بن جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔

یعنی اللہ کے جس قانون کو مانتے تھے اس کے [احترام پر اپنی جان و مال قربان کرنے سے جی چرانے لگے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ]

اللہ نے ان کے اپنے نفس بھلا دیئے (یعنی اللہ نے ان کو اپنے ذاتی کمالات سے اندھا کر دیا ان کے اندر جو طاقت تھی وہ معطل ہو گئی وہ احساس کہتری (Inferiority Complex) میں اس قدر مبتلا ہو گئے کہ وہ سمجھنے لگے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے حالانکہ ان کے مخالف ان سے زیادہ قوت نہیں رکھتے، وہ کر سکتے ہیں تو یہ کیوں نہیں کر سکتے مگر خدا نے ان کو پہلے جرم کی سزا میں ان سے اعتماد علی النفس چھین لیا)

أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

فاسق اور کافر میں فرق

یہ لوگ بدمعاش ہیں ——

[جو لوگ قانون کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں وہ تو کافر ہیں اور جو قانون کو تسلیم کر کے اسے نہ چلائیں بلکہ قانون شکنی کی عادت بنالیں وہ فاسق ہیں بدمعاش ہیں کبھی کبھار غلطی سے قانون کی خلاف ورزی کرنے سے انسان فاسق نہیں بن جاتا] ——

اللہ کی یاد کا فائدہ

نسو اللہ :- کتاب اللہ کے موافق عمل کرنا بھول گئے قانون شکنی کرتے کرتے قانون الٰہی کو بھلا ہی بیٹھے اور اپنی خواہشوں کے پیچھے لگ گئے ؛ اللہ کی کتاب کی ادنیٰ برکت یہ ہے کہ وہ ایسے افکار سکھاتی ہے جن پر انسانیت مجتمع ہو سکتی ہے۔ انسان اگر کتاب اللہ کو یاد رکھے اور اس کے موافق عمل کرتا رہے تو وہ اجتماعی بن جاتا ہے۔ لیکن جب اسے بھلا دے تو وہ اپنی اجتماعیت بھی بھول جاتا ہے اور انفرادیت پسند (Individualist) بن کر رہ جاتا ہے اسی حالت میں اس کی زندگی کا معیار کذب و خیانت بن جاتے ہیں۔

بزدلی کس طرح پیدا ہوتی ہے

فانساھم :- خدا ان کو اپنی ذاتی قوتوں سے غافل کر دیتا ہے۔ وہ اجتماعی قوت سے کام کر سکتے اس کے متعلق خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہم نہیں کر سکتے کیونکہ اب وہ انفرادی الخیال (Individual minded) بن چکے ہیں اجتماعیت کا خیال ان کے دلوں سے نکل چکا ہے اس لئے وہ کسی اجتماعی کام کے کرنے کا اپنے اندر یقین ہی نہیں پاتے۔

انہوں نے اجتماعیت کو چھوڑا تو انفرادی الخیال ہو گئے اس کے بعد رفتہ رفتہ ان میں احساس کمتری (Inferiority Complex) پیدا ہو گیا جو انفرادیت پسندی (Individualism) کا لازمی نتیجہ ہے اب ان کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں گزرتا کہ ہم بھی کوئی کام اجتماعی قوت سے کر سکتے ہیں

آیت نمبر ۲۰ :- لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ

مسلسل کام کرنیوالے اصحاب جنت ہیں

اصحاب الجنۃ وہ لوگ ہیں جو صحیح قانون کو صحیح طور پر جاری کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں یہ لوگ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں مسلسل کوشش جاری رکھنے کے بعد حق پرست جماعت کے لئے ناکامی کا تصور ہی باطل ہو جاتا ہے۔ عارضی شکستیں جن کا دفاع ہو سکتا ہے پیش آ سکتی ہیں۔ مگر یہ جماعت دوسرا پہلو بدل کر ان کا بدلہ لے سکتی ہے اس لئے ان کو شکست نہیں مانا جاتا۔ اور نہ اس قسم کی عارضی شکستوں (Reverses) سے دل ٹوٹنا چاہیئے۔ ایسے لوگ ہی جنت کے حقدار ہوتے ہیں۔ یہ فوز و کامرانی جماعت کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔

آیت نمبر ۲۱ :- لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

قرآنی انقلاب کی راہ میں دو پہاڑ

فوز حاصل کرنے کے لئے یقین محکم اور عمل پیہم کی ضرورت ہے قرآن حکیم وہ عظیم الشان انقلابی قوت ہے کہ اس کے آگے موانع کے پہاڑ بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ یہ موانع دو قسم کے ہیں۔

۱۔ کسریٰ کی شہنشاہی صدیوں سے قائم ہے اور ایک پہاڑ کی مانند کھڑی ہے ادھر انقلابی جماعت بالکل بے سروسامان ہے۔

۲۔ القدس میں بنی اسرائیل کا دینی نظام صدیوں سے قائم ہے جس کی پشت پناہی قیصر کی شہنشاہیت کر رہی ہے۔ قرآن کی نئی دینی تحریک اس ساز و سامان سے عاری ہے۔

(۱) سرمایہ پرستی اور (۲) برہمنیت

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قرآن حکیم کا نظام ان دونوں پر غالب آئے گا اور یہ دونوں پہاڑ پاش پاش ہو جائیں گے یعنی نہ سرمایہ پرستی (Capitalism) رہے گی نہ دینی سرمایہ داری (Brahmanism) جو یہودیوں نے پیدا کر رکھی ہے یہ دونوں تحریکیں انسانیت کے لئے سخت مضر ثابت ہو چکی ہیں ان کا برباد ہو جانا لازم ہے۔ اہل فکر اس پر غور کریں۔

آیت نمبر ۲۲ :- هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ

کامیابی کا مالک صرف خدا ہے

اس تمام کامیابی کا سہرا کس کے سر باندھا جائے اس کا (Credit) کسی خاص انسان کو نہیں دینا چاہیئے اس کا مستحق وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس قانون انسانیت کا واضع ہے اس لئے اپنی رحمت سے ان کامیابیوں کا سلسلہ قائم کر دیا ہے

عالم الغیب والشہادہ ؛ وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت اور ان کا مستقبل اور قیصر و کسریٰ کی موجودہ حالت دونوں کا مستقبل خوب جانتا ہے ان دونوں میں جو طاقت مفید ہو گی اسے باقی رکھے گا اور دوسری کو اس مفید طاقت کے ہاتھوں پاش پاش کر دے گا

ھو الرحمٰن :- اس کی رحمت تمام کائنات پر چھائی ہوئی ہے۔

الرحیم :- نوع انسانی پر بھی اس کی رحمت چھائی ہوئی ہے

قرآنی انقلاب کائنات کیلئے رحمت ہے

یہ انقلاب تمام کائنات کے لئے بھی مفید ہے۔ اور تمام انسانیت کے لئے بھی۔ اگر قرآنی انقلاب دنیا میں جہانگیر ہو جائے انسانیت کے لئے باعث صد ہزار رحمت ہو گا اگر انسانیت ٹھیک راستہ اختیار کرے تو اس کے ماتحت حیوانات و نباتات بھی زیادہ آرام سے رہ سکتے ہیں

آیت نمبر ۲۳ :- هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

حاکمیت اعلیٰ صرف خدا کی ہے

ھو الذی لا الٰہ الا ھو : معبود صرف اللہ ہی ہے قانون اسی کا چلتا ہے پس اس کے سوا کوئی بھی اس نظام میں اپنی حاکمیت اعلےٰ (Sovereign) قائم کرنے کا حق دار نہیں ہے تمام قانون چلانے والے اللہ کے نائب ہو کر کام کر سکتے ہیں

الملک : ملک اسی کا ملک اسی کی ہے اسلئے وہی ملک ہو سکتا ہے

برہمنیت کا خاتمہ کس طرح ہوا

القدوس : کسی شخص کو اس نئے نظام میں مقدس مان کر اسے خدا کا قائم مقام نہیں مانا جا سکتا ورنہ وہی برہمنیت (Brahmanism) اور پاپائیت (Papaism) پیدا ہو جائیں گے جن کے استیصال کے لئے یہ نظام قائم کیا جا رہا ہے قدوس فقط ایک ہی خدا ہے

قرآنی تحریک ہمیشہ کامیاب رہے گی

السلام :- چیزوں کو سلامتی کے ساتھ ترقی کی انتہا تک پہنچانا، ثمرات پیدا کرنا، تحریکوں کو کامیاب بنانا اللہ کا کام ہے جو السلام ہے انقلاب کے تمام نتائج پہلے ہی دن نہیں نکل آتے بلکہ بتدریج نکلتے ہیں بعض نتائج سو سال کے بعد نکلتے ہیں اور بعض اس سے بھی بعد نکلیں گے یہ پروگرام قیام انسانیت کے خاتمے تک اپنے نتائج پیدا کرتا رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جو سلام ہے اسے ہمیشہ سالم رکھنا چاہتا ہے

تمام ادیان شروع شروع میں اچھی حالت ہی میں تھے۔ مگر قوموں کے تداول سے متضرر

باقی بر ص ۱۸

بقیہ ص۱۳: خطبہ جمعہ ص۶ سے آگے

دیئے جائیں گے ــ

۲- جو شخص رمضان کی راتوں میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۳- روزہ اور قرآن انسان کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا "اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور خواہشات پوری کرنے سے دن میں روک دیا تھا لہذا میری شفاعت اب اس کے حق میں قبول فرما" قرآن کہے گا "میں نے اسے رات کو سونے نہیں دیا تھا لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما" پھر دونوں کی شفاعت قبول ہو جائے گی اور وہ روزہ دار عذاب الٰہی سے بچ جائے گا ــ

۴- رمضان المبارک میں نفلی عبادت کا اتنا ثواب ملتا ہے جتنا غیر رمضان میں فرض کا

۵- رمضان المبارک میں فرض عبادت کا اتنا ثواب ملتا ہے جتنا غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرنے کا ــ

۶- رمضان المبارک کی آخری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دیا جاتا ہے۔ عرض کی گئی "یا رسول اللہ! کیا یہ لیلۃ القدر ہوتی ہے؟" آپ نے فرمایا "نہیں! بلکہ کام کرنے والا جب کام پورا کر دے تو اس کی مزدوری دی جاتی ہے۔"

۷- انسان کو ہر نیکی کے بدلے دس گناہ سے لے کر سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے مگر روزے کے لئے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

روزہ میرے لئے ہے اور میں خود روزے کا بدلہ ہوں ــ

محترم حضرات!

روزہ کی سب سے بڑی بزرگی یہی ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ نے اسے اپنی ذات مقدس کی طرف منسوب فرمایا ہے ــــ اب اندازہ فرمایئے! کس قدر عظیم اجر روزہ کا بیان فرمایا جا رہا ہے۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی اجر ہو سکتا ہے؟ حوریں نہیں، جنت کے قصر و محل اور خود ساری کی ساری جنت نہیں، مخلوق میں کوئی اور ایسی نعمت نہیں جس کا عقل اندازہ کر سکے یا مذہب نے جس کا تصور پیش کیا ہو بلکہ خود خالق اور اللہ رب العزت کی ذات بابرکات اس کا اجر ہے ــ

کیا زمینوں اور آسمانوں کی ساری نعمتیں، ساری برکتیں، ساری بادشاہتیں اور جو کچھ بھی کائنات میں خدا سے ورے ورے ہے اس ایک اجر کے مقابلے میں پیش کئے جا سکتے ہیں، کاش ہم اس حقیقت کو پالیں اور رمضان المبارک کے پورے روزے رکھ کر حق تعالےٰ شانہٗ کی رضا کا تمغہ اور اپنا مقصود حقیقی حاصل کر سکیں وما علینا الا البلاغ

بے ریا عبادت

برادران اسلام! فقط روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے۔ جو خدا کے علاوہ کسی اور کے لئے ہو ہی نہیں سکتی اور ریا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شرک اصغر کے نام سے تعبیر کیا ہے اس کا شائبہ تک بھی اس میں راہ نہیں پا سکتا۔ چونکہ یہ عبادت خالصتاً اللہ کے لئے اور ریا سے قطعی پاک ہے اللہ تعالےٰ نے اس کا اجر بھی عظیم ترین مقرر فرمایا ہے ــ ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے حقوق و مظالم قیامت کے دن روزے کے علاوہ دوسرے تمام اعمال کے ساتھ ادا کئے جائیں گے۔ روزے کا اجر کسی صورت میں بھی دوسرے اعمال کے بدلے ضائع نہیں کیا جائے گا ــ اللہ تعالےٰ اس دن تمام گناہ خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اپنے ایماندار بندوں سے روزہ کی برکت سے اٹھا دے گا اور روزہ دار روزہ رکھنے کے باعث سیدھا جنت میں داخل ہو جائے گا

اللہ کے حاضر و ناظر اور علیم و خبیر ہونے کا ثبوت

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ جل شانہٗ حاضر و ناظر اور علیم و خبیر ہے۔ روزہ اس ایمان کے ثبوت پر عملی شہادت پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر فرض کیجئے سخت گرمیوں کے دن ہیں، آپ کو شدت کی پیاس لگی ہوئی ہے، زبان خشک ہو چکی ہے، حلق میں کانٹا پڑ چکا ہے۔ کوئی آپ کو دیکھنے والا نہیں، کسی کو آپ کے حال کی خبر نہیں، آپ اکیلے ہیں۔ ٹھنڈے پانی کی نہر میں سے گزر رہے ہیں، جی چاہتا ہے کہ پیاس بجھانے کی خاطر پانی کا ایک گلاس حلق میں انڈیل لیں مگر آپ ایسا نہیں کرتے نفس کے تقاضے آپ کے ارادے کو نہیں بدل سکتے، طبیعت کی بیقراری و بے تابی اور اور شدت پیاس سے دم کا سوکھنا آپ کو پانی کا ایک گھونٹ پینے پر بھی آمادہ نہیں کر سکتا آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے آپ کو ایسا کرنے سے باز رکھا؟

یہ فقط خوف خدا اور اللہ جل شانہٗ کے حاضر و ناظر اور علیم و خبیر ہونے کے تصور کی کار فرمائی ہے اور اس کی ان صفات پر ایمان کامل ہونے کی عملی شہادت ــ

احسانی کیفیت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ احسان کسے کہتے ہیں؟

حضورؐ نے فرمایا:-

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

ترجمہ: احسان یہ ہے کہ بندگی کرے تو اللہ کی گویا کہ تو دیکھتا ہے اس کو پس اگر نہیں دیکھ سکتا تو اس کو پس تحقیق وہ دیکھتا ہے تجھ کو ــ (بخاری و مسلم)

روزہ اس احسانی کیفیت کی پوری مشق کراتا ہے اور روزہ دار محض اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے کھانے پینے اور جائز طبعی ضروریات تک کو پورا کرنے سے رُکا رہتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اس کیفیت پر مداومت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں اور دنوں میں بھی ہر کام کرتے ہوئے یہ حقیقت پیش نظر رکھیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں دیکھ رہا ہے

حق تعالےٰ شانہٗ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے اور کتاب و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب فرمائے (آمین) ــــــ

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین)

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپوا کر دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۸) لے لیتا ہے تو چپ ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس مظہر ربوبیت سے یہاں تک مانوس ہوتا ہے کہ سخت رو رہا ہو اور ماں آکر پاس لیٹ جائے تو چپ ہو جاتا ہے۔ گود میں فقط اٹھالے تو مطمئن نظر آتا ہے۔ اس آیت میں عاقل بالغ انسان کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اے انسان مظہر ربوبیت کے ایک ادنیٰ سے نمونے کے ساتھ جب تمہیں اتنا سخت اُنس ہے، تو تمہیں منبع ربوبیت کے ساتھ بطریق اولیٰ اُنس ہونا چاہیئے جو سارے جہان کا حقیقی مربّی ہے بلکہ تمہیں مجازی سے نظر ہٹا کر ہر نعمت کے لئے حقیقی مربّی کا شکر بجالانا چاہیئے (۳) صفت ربوبیت کے تین مظہر ہیں جن کے ساتھ ہر انسان کا تعلق ہے۔ باپ، ماں اور بادشاہ

خلاصہ سورۂ بقرہ

رکوع ۱ تا ۱۸ مناظرہ بایہود۔ رکوع ۱۹ تہذیب اخلاق۔ رکوع ۲۰ تا ۳۳ تدبیر منزل۔ رکوع ۳۴ تا ۳۱ سیاست مدنیہ کے دو شعبے ملک گیری و ملکداری۔ رکوع ۳۳ تا ۴۰ خلافت کبریٰ۔

پدری اور مادری رحمت میں فرق۔ باپ یہ چاہتا ہے کہ بیٹا صاحب فضل و کمال ہو جائے خواہ کتنی ہی محنت کرے

خلاصہ رکوع ۱

یہود کو دعوت الی الکتاب و اوصاف متقین۔

ماخذ آیت ۲، ۳، ۴

مشقت اٹھائے مصیبتیں جھیلے مگر اس قابل ہو جائے کہ دنیا کی زندگی اپنے ہمعصروں میں عزت سے بسر کر سکے اسی جذبہ کے ماتحت بعض اوقات باپ بیٹے کو استاد کے سپرد کرتے وقت یہ کہہ دیتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ہماری اور گوشت تمہارا۔ ماں کا دل یہ چاہتا ہے کہ بیٹے کو کھانا عمدہ نصیب ہو اس کا لباس قیمتی ہو، کپڑے ستھرے ہوں، میٹھی نیند سوئے۔ مارنا تو بجائے خود رہا کوئی اسے گھور نے بھی نہ پائے۔ اگر استاد کبھی بچے کو تھپڑ مارے تو اسے کوستی ہے، بد دعائیں دیتی ہے۔ رحمٰن اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو باپ کی سی رحمت عمومی کا منبع ہے بلکہ باپ تو فقط اولاد کی دنیاوی سرفرازی کا متمنی تھا اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے

الٓمّٓ ۱ | البقرة ۲

اٰیاتہا ۲۸۶ — (۲) سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ (۸۷) — رکوعاتہا ۴۰

آیتیں ۲۸۶ — سورۂ بقرہ مدنی ہے — رکوع ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان

بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے

يُنْفِقُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اُتارا گیا

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ

آپ پر اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا اور آخرت پر بھی

هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى

وہ یقین رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے

مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤

راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں

منزل ۱

کہ انسان ایسے کمالات اپنے اندر پیدا کرے جن سے غیر متناہی زمانہ تک اپنے ہمعصروں میں معزز رہ سکے اور رحیم وہ صفت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی سعادت کے باعث ایسا ہو جائے کہ دنیا میں آرام کی زندگی بسر کرے بلکہ ہمیشہ کے لئے مستحق آرام ہو جائے۔ گویا کہ صفت رحیم والدہ کی رحمت کا غیر متناہی منبع ہے (۵) بچپن میں ہر انسان اپنے نفع پانے اور شر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے والدین کی (باقی برصفحہ ۴)

دیدہ زیب قرآنِ عزیز رنگین و عکسی

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۸ء سفرِ عمرہ کے دوران غلافِ کعبہ کو تھام کر قرآن عزیز کی عکسی طباعت کیلئے دعا فرمائی بفضلہ تعالیٰ مستجاب ہوئی اور عمرہ سے واپسی پر کراچی میں دو مخیر حضرات نے حاضر خدمت ہو کر انجمن خدام الدین کے کسی کارِ خیر میں معاونت کی پیشکش کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی طباعت کا تذکرہ فرمایا اور دورانِ گفتگو ابتدائی اخراجات کا تخمینہ پچاس ہزار روپے بھی بتا دیا۔ خدا کی قدرت دوسرے روز اس مقصد کے لئے مطلوبہ رقم پیش کر دی گئی حضرت رحمۃ اللہ نے عکسی قرآن مجید کی طباعت کے لئے یہ مخصوص رقم انجمن خدام الدین لاہور کے حساب میں جمع کرا کر کارکنانِ فیروز سنز لمیٹڈ پریس کے حوالے کر دی۔

اللہ تعالیٰ معطی صاحبان کا یہ ہدیہ قبول فرمائے اور ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

الحمد للہ کم و بیش ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن عزیز چھپ گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ حضرات تک پہنچانے کی غرض سے ہدیہ بالکل کم رکھا گیا ہے بلکہ ابتدا کے اخراجات تو شمار ہی نہیں کئے گئے۔ صرف کاغذ، چھپائی اور جلد سازی کی لاگت سے ہدیہ مرتب کیا گیا ہے۔ قارئین خدام الدین قرآن عزیز کی خریداری اور اشاعت میں دل چسپی لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکم رسیہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء